استفتاء

لَا تَکۡتُمُوا الشَّهَادَةَ
وَمَنۡ يَّكۡتُمۡهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلۡبُهٗ وَاللّٰهُ بِمَا
تَعۡمَلُوۡنَ عَلِيۡمٌ ○

گواہی کو مت چھپاؤ۔ اور جو شخص گواہی کو چھپائے اُس کا دِل گُنہ گار ہے
اور خُدا جو کام تُم کرتے ہو جانتا ہے

مطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالامان میں چھپا
۱۶ مئی ۱۸۹۷ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان

ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ واللہ بما تعملون علیم

ترجمہ: گواہی کو مت چھپاؤ اور جو چھپاتا ہے اُس کا دل بدکار ہے اللہ تعالیٰ اعمال سے خبر رکھتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

صاحب من! میں اس چٹھی کے ہمراہ آپ کی خدمت میں ایک رسالہ بھیجتا ہوں جس کا نام استفتاء ہے اس رسالہ کے لکھنے کی ضرورت یہ ہوئی ہے کہ آریہ قوم نے حد سے زیادہ اِس بات پر زور دیا ہے۔ کہ لیکھرام اِس شخص یعنی اس راقم کی سازش سے قتل ہوا ہے اور میری دانست میں وہ کسی قدر معذور بھی ہیں کیونکہ وہ الہامی پیشگوئیوں کی فوق العادت طریق سے بالکل بے خبر ہیں۔ وجہ یہ کہ اُن کے عقیدہ کی رُو سے ہزارہا برس سے الہام الٰہی پر مہر لگ چکی ہے اور خدا کا کلام آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گیا ہے۔ اسلئے وہ کسی طرح سمجھ نہیں سکتے کہ خدا کی طرف سے ایسی پیشگوئیاں بھی ہو سکتی ہیں۔ بہرحال ہمارے ہاتھ میں جو اپنی بریّت کے وجوہ ہیں۔ ان کا بیان کر دینا نہ صرف لیکھرام کے حامیوں کے شبہات کو مٹانا ہے بلکہ ایسے لوگوں کے معلومات کو بھی وسیع کرتا ہے جو اِس زمانہ میں کسی الہامی پیشگوئی کے نفس مفہوم پر بھی اعتراض رکھتے ہیں اور غیب کی باتوں کو قبل از وقت بیان کرنا قانون قدرت کے خلاف خیال کر رہے ہیں۔ غالباً یہ رسالہ اُن لوگوں کے لئے بھی دلچسپ اور موجب زیادت علم ہوگا جو دلی شوق کے ساتھ اِس بات کی تفتیش میں ہیں کہ کیا خدا حقیقت میں موجود ہے۔ اور کیا وہ قبل از وقت کسی پر غیب کی باتیں ظاہر کر سکتا ہے۔ اسی غرض سے اِس رسالہ میں تمام ایسے وجوہ بیان کئے گئے ہیں کہ جو بخوبی ثابت کرتے ہیں کہ وہ پیشگوئی جو لیکھرام کے بارے میں کی گئی تھی۔ وہ واقعی طور پر خدا کی طرف سے تھی۔ اور کسی طرح ممکن ہی نہیں کہ وہ انسان کا منصوبہ ہو۔ یا انسان اسپر قادر ہو سکے۔ اور اس بات کو ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ اِس پیشگوئی کی درخواست لیکھرام نے آپ ہی کی تھی۔ اور اس کو اسلام اور آریہ مذہب کے امتحان صدق و کذب کا معیار قرار دیا تھا۔ اور پھر بعد اس کے فریقین کی باہمی رضامندی سے دونوں فریق نے بڑے زور سے اس پیشگوئی کو شائع کیا تھا۔ اور جس طرح پہلوانوں کی کشتی ہوتی ہے۔ اسی طرح دونوں گروہ کا اِس پیشگوئی پر خیال لگا ہوا تھا۔ آخر بڑی صفائی سے یہ پوری ہوئی۔ اِس پیشگوئی میں یہ بات نہایت عجیب ہے۔ جس کو مَیں نے زبردست دلائل کے ساتھ اِس رسالہ میں بیان کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ

یہ پیشگوئی مارچ ۱۸۹۷ء کے مہینہ سے جس میں لیکھرام قتل ہوا ہے۔ ۱۷ برس پہلے ہماری کتاب براہین احمدیہ کے ایک الہام میں بڑی صفائی سے ذکر کی گئی ہے اور براہین کی تالیف کا وہ زمانہ تھا کہ شاید اس وقت لیکھرام ۱۲-۱۳ برس کا ہوگا۔ یہی وہ بات ہے جس کو خوب غور سے سوچنا چاہیئے۔ اور یہی وہ امر ہے جس سے معرفت کی ترقی ہوگی۔ اور خدا کے فعل اور انسان کے فعل میں کھلا کھلا فرق دکھائی دیگا۔ اور دل میں سکینت اور اطمینان پیدا ہو جائیں گے۔ اور غالباً اس جگہ اس بات کا بیان کرنا بھی مفید ہوگا۔ کہ ابھی میں نے اپنے ایک دوسرے رسالہ میں جس کا نام سراج منیر ہے۔ اپنی بریت اور سچائی ثابت کرنے کے لئے ایک اور سلسلہ گواہ کی طرح پیش کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ میں نے وہ تمام پیشگوئیاں جو لیکھرام کے مرنے سے پہلے پوری ہو چکی تھیں۔ رسالہ مذکور میں جمع کر کے لکھدی ہیں۔ اور نہایت لطیف طور پر ان کا نظام دکھلایا ہے۔ ان پیشگوئیوں کے بعض ایسے آریہ بھی گواہ ہیں جن کے بارہ میں یہ پیشگوئیاں کی گئی تھیں۔ سو میرے نزدیک بہتر ہوگا کہ جو صاحب اپنی رائے لکھنے کے وقت سراج منیر کا دیکھنا مناسب سمجھیں وہ مجھ سے طلب کریں۔ میں وہ رسالہ انکی خدمت میں روانہ کر دونگا اور یہ بات بھی بیان کر دینے کے قابل ہے کہ جیسا کہ آریوں کو اس پیشگوئی کے بارہ میں ناحق کے شبہات ہیں۔ جن کی وجہ بجز اسکے کچھ نہیں کہ پیشگوئی کی عظمت نے اُن کو حیرت میں ڈالدیا ہے۔ ایسا ہی ہمارے مخالف مولوی بھی جو روحانیت سے بے بہرہ ہیں۔ اسی گرداب میں پڑے ہوئے ہیں سو اُن کیلئے بھی یہ رسالہ مفید ہوگا۔ بشرطیکہ وہ غور سے پڑھیں۔ اور یہ رسالہ اس چٹھی کے ذریعہ سے آپکی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے کہ آپ رسالہ کے وجوہات پیش کردہ پر غور کر کے اپنے دلی انصاف کے تقاضا سے وہ فتویٰ لکھیں جس کا لکھنا وجوہات معروضہ کی رُو سے واجب ہو۔ یعنی یہ کہ لیکھرام کے مرنے کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی کیا وہ فی الواقعہ پوری ہو گئی یا نہیں اور کیا وہ اس اعلیٰ درجہ فوق العادت پر ہے یا نہیں جس کی نسبت وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ نہ وہ انسانی منصوبہ ہے اور نہ اتفاقی امر ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا وہ خاص فعل ہے جسکو الہامی پیشگوئی کہنا چاہیئے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

راقم غلام احمد قادیانی ۸۔ ذوالحجہ ۱۳۱۴ھ۔

مکرر آنکہ جو صاحب بغرض تصدیق نشان لیکھرام والی پیشگوئی کے اپنی گواہی نقشہ منسلکہ پر کرنا چاہیں اُنہیں لازم ہوگا کہ یہ رسالہ استفتاء معہ اس چٹھی کے واپس کریں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں بزرگانِ اہلِ النظر و اہلِ الرائے کہ یہ الہامی شہادتیں جو ذیل میں لکھی جاتی ہیں انپر نظر ڈالنے سے اطمینان کے لائق یہ نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں کہ جو پیشگوئی لیکھرام کی موت کی نسبت کی گئی تھی وہ واقعی طور پر پوری ہوگئی؟ اگر انکی رائے میں پورے یقین اور اطمینان کے ساتھ نیچے لکھی ہوئی پیشگوئیوں سے جو بطور وثیقہ شہادت ہیں کمال صفائی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ تحریریں انسانی اٹکلوں اور منصوبوں سے برتر اور فوق العادۃ ہیں تو محض للہ سچائی کی مدد کے لئے جوانمردوں اور بہادروں اور خداترس بندوں کا کام ہے بغرض تصدیق اس مضمون کے ذیل میں اپنی گواہی ثبت کریں مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ اُن کو اس سچی گواہی کا اجر دیگا۔ اور دُنیا اور دین کی عافیت اور کامیابی سے کامل حصہ عطا فرمائے گا۔ ورنہ شہادت حقہ کے چھپانے کے جو بُرے نتائج ہیں انکا ظہور بھی قانونِ الٰہی کے رُو سے لازمی ہے۔ لیکن اگر کسی کے نزدیک مندرجہ ذیل الہامی شہادتیں اطمینان کے لائق نہیں بلکہ اُن کے خیال میں دراصل انسانی منصوبہ تھا جو الہامی پیشگوئی کے نام سے مشتہر کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر اُسی پختہ سازش کی وجہ سے لیکھرام ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو بمقام لاہور مارا گیا تو اُسے اختیار ہے کہ اس کاغذ پر اپنی گواہی ثبت نہ کرے اور مجھے قاتلوں میں سے شمار کرتا رہے۔ لیکن اگر اسکے نزدیک یہ الہامی شہادتیں فیصلہ کے قابل ہیں جن سے ہم فائدہ اُٹھانیکے مستحق ہیں تو دینی ہمدردی کا اسوقت ہم کوئی مطالبہ نہیں کرتے مگر انسانی ہمدردی اور وہ بھی ٹھیک ٹھیک انصاف کی رُو سے جسقدر قانون ہمیں حق بخشتا ہے اسکو ہم ادب کے ساتھ اہلِ الرائے سے بطور استفتاء مانگتے ہیں۔ ہم اس استفتاء کے ذریعے اہلِ نظر سے کیا چاہتے ہیں؟

بس یہی کہ جو کچھ ہم ایک مرتب اور مکمل سلسلہ پیشگوئیوں کا لیکھرام کی موت کے بارے میں انکے سامنے رکھتے ہیں وہ اسپر پوری توجہ کیساتھ فتویٰ کے طور پر رائے لکھیں اور اپنے پاک کانشنس کے جوش سے شہادت دیں کہ کیا عقل اور دیانت واجب نہیں ٹھہراتی کہ اس الہامی سلسلہ کے فوق العادۃ بیان کو خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کیا جائے؟ اور کیا ایک عقلمند کے ذہن میں آسکتا ہے کہ پیشگوئی کی یہ تمام شاخیں جو بشری طاقتوں سے بڑھ کر ہیں۔ جھوٹ کی تائید میں یکدفعہ پھوٹ پڑیں ؟ اسوقت یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ آریہ صاحبوں کے ہاتھ میں اس پیشگوئی کی تکذیب کے لئے جو کچھ ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ انہوں نے بجائے اسکے کہ خدا کے عجیب کاموں پر غور کرتے یہ طریق اختیار کیا ہے کہ بدظنی کی وجہ سے انسانی منصوبوں کے احتمال کو وہ درجہ دیا ہے جو خدائے قادر کے کاموں سے مخصوص ہے۔ چونکہ یہ پیشگوئی چار برس سے کچھ زیادہ کی تھی اور کئی مجلسوں کی تقریروں اور نیز تحریروں سے ہندوؤں تک یہ بات پہنچ گئی تھی کہ پیشگوئیوں میں یہ لکھا گیا ہے کہ ہیبتناک طور پر لیکھرام کی زندگی کا خاتمہ ہوگا۔ اور نیز یہ کہ عید کے دنوں میں اسکی وفات ہوگی اور چھ سال کے اندر ہوگی۔ اور پیشگوئی اپنے صریح لفظوں میں واقعہ قتل کیطرف اشارہ کرتی تھی اسلئے انہوں نے اسبات کو بہت بعید سمجھا کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے کوئی پیشگوئی ایسے صریح پتوں اور نشانوں کے ساتھ ہو مگر اس بات کو قرین قیاس خیال نہ کیا کہ قبل از وقت یہ تمام غیب کی باتیں کوئی انسان اپنے منہ سے نکالے اور پھر ویسی ہی پوری کر کے دکھلا دیوے لہذا انہوں نے اس الہامی پیشگوئی کو انسانی منصوبہ پر حمل کر لیا اور بڑے اصرار سے بار بار اخباروں میں چھاپا کہ ایسی صفائی سے پیشگوئی کرنا اور ایسے کھلے کھلے اور بے حجاب طریقے سے تاریخ اور دن اور صورت موت کو قبل از وقت بیان کرنا خدا کا قانون نہیں ہے۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ یہی شخص یعنی یہ راقم لیکھرام کا قاتل ہے اور یہ پیشگوئی عمیق سازشوں اور مدت کی سوچی ہوئی تدبیروں کا نتیجہ ہے۔ اسی بنا پر انہوں نے باہمی اتفاق کیساتھ اس راقم کو ملزم بنانے کیلئے زور دیا اور اس خیال کے اظہار میں اخباروں کے کالم سیاہ کر ڈالے اور گورنمنٹ میں مخبریاں کیں یہانتک کہ ۸ اپریل ۱۸۹۷ء کو بروز پنجشنبہ انگریزی افسروں نے قادیان میں آکر میرے گھر کی تلاشی لی۔ تلاشی کیوقت میں خطوط دستخطی پنڈت لیکھرام برآمد ہوئے اور نیز معاہدہ کا کاغذ بھی نکل آیا جسمیں آسمانی نشانوں کے دکھلانے کے بارے میں شرطیں قائم ہوکر دونوں فریق کی رضامندی سے سچی پیشگوئی کو معیار صدق و کذب ٹھہرایا گیا تھا۔ چنانچہ صاحب ضلع سپرنٹنڈنٹ پولیس کے حضور میں وہ کاغذ پڑھا گیا جس کا یہ مضمون تھا کہ جو پیشگوئی لیکھرام کے حق میں کیجائیگی وہ دین اسلام اور آریہ مذہب میں ایک فیصلہ ناطق ہوگی۔ اگر پیشگوئی سچی نکلی تو وہ دین اسلام کی سچائی کی گواہ ہوگی اور ہندو مذہب کے بطلان پر دلیل ٹھہریگی اور اگر جھوٹی نکلی تو وہ ہندو مذہب کی سچائی پر گواہ ہوگی۔ اور نعوذ باللہ دین اسلام کے بطلان پر دلالت کرے گی۔ اور یہ شرط پنڈت لیکھرام نے اپنے

اصرار سے لکھوائی تھی اور چونکہ مجھے خدا تعالیٰ کے وعدوں پر وثوق تھا اسلئے مَیں نے بھی اسکو قبول کرلیا تھا اب وہ مشکل جس کیلئے اس استفتاء کی ضرورت پڑی۔ صرف اسیقدر نہیں کہ آریہ صاحبوں نے اس راقم پر خفیہ سازش کا الزام لگایا۔ بلکہ ہماری قوم کے بعض بزرگ لوگوں نے بھی ان سے اتفاق کرلیا اور یہ چاہا کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی جسکی تکذیب کا نتیجہ معاہدہ کے کاغذات کی رو سے اسلام کی تکذیب ہے کسی طرح باطل ٹھہرائی جائے۔
چنانچہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ اور ایسا ہی بعض اور چند مولویوں نے عام طور پر یہ رائے شائع کردی ہے کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ چنانچہ انہوں نے ایک خط میری طرف بھی بھیجدیا جسمیں انہوں نے لکھا تھا کہ "مَیں نے اپنی نیک نیتی سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی یعنی لیکھرام کی موت صرف ایک اتفاقی امر تھا جسمیں خدا کا کچھ دخل نہیں" اور اس بات پر زور دیا کہ کیوں یہ امر ثابت شدہ مان لیا جائے کہ پیشگوئی سچی ہوئی۔ اور کیوں یہ قبول نہ کیا جائے کہ یہ ایک اتفاقی موت ہے جو پیشگوئی کے زمانہ میں وقوع میں آگئی۔
اس تکذیب کی ہمیں اپنے ذاتی اغراض کیلئے تو کچھ پرواہ نہ تھی لیکن چونکہ معاہدہ کے کاغذات تلاشی کیوقت میں پکڑے گئے اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے حضور میں پڑھے گئے اور ہر ایک دشمن دوست کو ان سے اطلاع ہوگئی۔ تو اب ایسی سچائی جسمیں فروگذاشت کرنے سے اسلام پر بیجا حملہ ہوتا ہے قابلِ درگذر نہیں۔ اسی ضرورت کیوجہ سے یہ تمام روئداد اہل الرائے کیخدمت میں پیش کرنی پڑی۔ تاکہ وہ دیکھیں کہ کسقدر ظلم کا ارادہ کیا گیا ہے۔
افسوس کہ ان لوگوں نے ان خیالات کے ظاہر کرنیکے وقت یہ نہیں سوچا کہ ان تاویلوں سے دنیا میں کسی نبی کی پیشگوئی قائم نہیں رہیگی کیونکہ ہر ایک جگہ اس وہم کا دروازہ کھلا ہے کہ یہ اتفاقی واقعہ ہے۔ پس اگر یہی رائے سچی ہے تو انہیں اقرار کرنا چاہیئے کہ تمام نبیوں کی نبوت پر کوئی بھی ثبوت نہیں اور سب اتفاقی واقعات ہیں۔
توریت اور قرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیشگوئی کو قرار دیا ہے اور ایک مفسد آدمی کسی سچی پیشگوئی کو بڑی آسانی سے اتفاقی امر کہہ سکتا ہے لیکن مَیں زور سے کہتا ہوں کہ یہ تمام شبہات اس قسم کے ہیں کہ جیسے ایک دہریہ مصنوعات کو ایک نکما سلسلہ ٹھہرا کر خدا تعالیٰ کے وجود کی نسبت شبہات پیدا کرلیتا ہے اور دنیا کے تمام نظام کو اتفاقی امر ٹھہراتا ہے اور پھر جب سمجھ آتی ہے اور خدا کا فضل اسکے شامل حال ہوتا ہے اور اس عالم کی ترتیب ابلغ اور محکم کو مشاہدہ کرتا ہے اور دقائق صنعت باری اور اسکی لطیف حکمتوں پر اطلاع پاتا ہے تو ناچار پہلی رائے اسکو چھوڑنی پڑتی ہے سو یقیناً سمجھنا چاہیئے کہ یہ اعتراضات بھی ایسے ہی ہیں اور یہ اعتراضات اسی وقت تک دل میں اٹھتے ہیں کہ جبتک ایک پیشگوئی کے باریک پہلوؤں پر نظر نہیں پڑتی اور خدا تعالیٰ کی خدائی کے انتظام کو ناقص سمجھا جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے شبہے ہمیشہ اُن لوگوں کے دلوں

میں پیدا ہوتے ہیں جنکے دل خدا کی سچی معرفت سے بے نصیب ہیں وہ خدا کے کاموں سے حیرت زدہ ہوکر انکار کرنے کیطرف جھک جاتے ہیں اور واقعات کو اس پہلو کیطرف کھینچ لیتے ہیں جس پہلو تک انکے موٹے اور سطحی خیال ٹھہر گئے ہیں اور اسی پر وہ زور دیتے رہتے ہیں۔ ہم اُن سے پوچھتے ہیں کہ اگر لیکھرام اتفاقی طور پر بذریعہ قتل مرگیا تو اس طور پر بھی تو اتفاقی امر کا واقعہ ہونا ممکن تھا کہ کوئی شخص اسکی نسبت ارادہ قتل کا نہ کرتا یا اگر کرتا تو اپنے ارادہ میں ناکام رہتا۔ یا اگر کسی قدر حملہ کرتا تو ممکن تھا کہ اس سے موت تک نوبت نہ پہنچتی۔ پھر کیا سبب کہ دوسرے پہلوؤں کے تمام اتفاقات ممکنہ ظہور میں نہ آئے اور یہ اتفاق جو اُن پہلوؤں کی نسبت اپنے ساتھ مشکلات بھی رکھتا تھا ظہور میں آگیا۔ کیا یہ خدا نے کیا کسی اور نے؟ پس وہ علیم و سمیع خدا جسکے انصاف پر فریقین نے اس مقدمہ کو چھوڑا تھا۔ اور جسکی نسبت ایک فریق نے خبر بھی دی تھی کہ اس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ میں ایسا ہی کرونگا کیوں اسکی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ اس نے منصفانہ فیصلہ نہیں دیا۔ اور کیوں ایسا سمجھا جائے کہ اُس نے مفتری کی حمایت کی۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ خدا کی یہ بھی عادت ہے کہ وہ ایسے جھوٹے کی پیشگوئیاں بھی سچی کر دیتا ہے جن پیشگوئیوں کو وہ اپنے صدق کیوجہ ثبوت ٹھہراتا ہے۔ تو گویا خدا کا عمداً یہ ارادہ ہے کہ جھوٹوں کو سچوں کے ساتھ برابر کرکے سچ کے تمام سلسلہ کو تباہ اور زیر و زبر کر دے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ خدا صادق کا حامی ہوتا ہے اور اپنے وعدوں کو پورا کرتا ہے نہ افتراؤں کو تو اس اصول کو ماننا ایک منصف کیلئے ضروری ہوگا کہ جو پیشگوئی خدا کے نام پر کیجائے اور وہ پوری ہو جائے تو وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اور اگر اس اصول کو نہ مانا جائے تو خدا کی ساری کتابیں بے دلیل رہ جائیں گی۔ اور انکی سچائی پر یقین کرنے کی راہیں بند ہو جائیں گی۔ اسی کیطرف خدا تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے اور کہتا ہے وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم۔ یعنی صادق کی یہ نشانی ہے کہ اس کی بعض پیشگوئیاں پوری ہو جاتی ہیں۔ بعض کی شرط اسلئے لگادی کہ وعید کی پیشگوئیوں میں رجوع اور توبہ کی حالت میں عذاب کا تخلف جائز ہے گو کوئی بھی شرط نہ ہو۔ پس ممکن ہے عذاب کی پیشگوئیاں ملتوی رکھی جائیں اور اپنی میعاد کے اندر پوری نہ ہوں۔ جیسا کہ یونس کی قوم کیلئے ہوا۔ غرض خدا کے نام پر جو پیشگوئی پوری ہو جائے اسکی نسبت شک کرنا اور اسکو اتفاق پر محمول کر دینا۔ گویا خدا تعالیٰ کے دینی انتظام پر ایک حملہ ہے اور نبوت کی تمام عمارت کو گرانے کا ارادہ ہے۔

ان تمہیدی امور کو یہاں تک درج کرکے اب ہم ان سلسلہ وار الہامی شہادتوں کو پیش کرتے ہیں۔ جن کا دریافت کرنا فتویٰ دینے سے پہلے اہم اور ضروری ہے۔ اور ان شہادتوں پر جو سوالات جرح

ہوسکتے تھے ہمنے پہلے سے بیانات مذکورہ بالا میں انکو ردّ کر دیا ہے اور شائد آئندہ بھی کچھ لکھا جائے اب ہم ان تمہیدی اُمور کو یہانتک لکھ کر اوّل پنڈت لیکھرام کے ان خطوط اور خلاصہ عہدنامہ کو معہ جواب خود درج کرتے ہیں جو اس پیشگوئی سے پہلے بطور باہمی خط وکتابت ظہور میں آئے اور وہ یہ ہیں :-

خط از طرف پنڈت لیکھرام "بخدمت فیضدرجت مرزا صاحب۔ نمستے جب سے مَیں یہاں (قادیان) آیا ہوں۔ بہت سی خط وکتابت باہمی ہو چکی ہے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ اب چونکہ مجھے بخیال احقاق حق کوئی عمدہ فیصلہ کرنا ضروری ہے اسواسطے متصدعہ خدمت ہوں کہ آج دن کو کوئی وقت مقرر فرماکر مدرسہ میں آپ تشریف لاویں یا کوئی اور جگہ علاوہ دولتخانہ خود تجویز کرکے مطلع فرماویں تاکہ بندہ حاضر ہو کر معہ بھائی کشن سنگھ وحکیم دیارام و پنڈت نہال چندجی کے آسمانی نشانات و الہامات وبحث کی بابت آپ سے کچھ فیصلہ کرلیوے۔ ورنہ آپ بخوبی یاد رکھیں کہ اب میری طرف سے اتمام حجت ہوگئی۔ صداقت کے مقابلہ سے مُنہ چُرانا عقلمندوں سے بعید ہے۔ زیادہ نیاز۔ طالب حق لیکھرام۔ ۵ر دسمبر ۱۸۸۵ء"۔

دوسرا خط پنڈت لیکھرام۔ عنایت فرمائے بندہ جناب مرزا صاحب نمستے۔ زبانی بھائی کشن سنگھ کے مجمل وزبانی مولوی دین محمدؐ و محمد عمر کے مفصّل طور پر آپکا پیغام بجواب میرے خط کے بدیں مضمون پہنچا کہ آریہ دھرم و مذہب اسلام کے دو تین مسائل پر بحث کی جاوے اور قواعد مباحثہ حسب پسند فریقین مقرر کئے جاویں۔ پس بجواب اسکے متصدعہ خدمت ہوں کہ میرا مُدعا اپنا ورسے چلکر قادیان میں آنے سے صرف یہی تھا اور ابتک بھی اسی اُمید پر یہاں مقیم ہوں کہ آپکے معجزات وخرق عادات وکرامات والہامات وآسمانی نشانات کی تصدیق کرکے مشاہدہ کروں اور بیشتر اس سے کہ کسی اور اصول پر بحث کیجائے یہی معاملہ ایک خاص معزز لوگوں کی مجلس میں بخوبی طے ہوجانا چاہیئے۔ اور اگر اسکے اثبات کرنے میں آپ عاری ہو کر پہلو تہی فرماویں تو اور بحث سے بھی مجھے کسی طرح کا انکار نہیں۔ یہاں پر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنے معتقدوں کے سامنے ثبوت کو دینا اور بات ہے اور مجلس علماء وفضلاء میں تصدیق ہونا اور چیز ہے۔ اُمید کہ آپ جواب بصواب سے سرفراز فرمائیں۔ اور عذر معذرت درمیان نہ لاویں۔ نیاز مند لیکھرام از آریہ سماج قادیان۔ مکرر سہ کرر آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ اگر ذرہ بھی آثار صداقت رکھتے ہو تو دکھلائیے ورنہ خدا کے واسطے باز آئیے۔ بر رسولاں بلاغ باشد وبس۔ لیکھرام"

تیسرا خط پنڈت لیکھرام "مرزا صاحب بندگی۔ مجھے طول طویل الف لیلہ کے قصّوں سے نفرت ہے۔ اسواسطے تکرار الفاظ سے بھی خط کو لمبا کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ خلاصہ عرض خدمت ہے۔

کہ وہی شرائط (نشان الٰہی کے دیکھنے کے بارے میں) جو میں نے طیار کر کے ارسال کئے تھے جنکی نقل آپکے پاس موجود ہے معہ شرائط خود کے چار منصفوں کے پاس روانہ ہونی چاہیئے جو منصفوں سے طے ہو کر آوے۔ ان پہ ہم ہر دو کو عمل کرنا چاہیئے۔ کسی حکیم کا قول ہے۔ یکے درگیر و محکم گیر۔ میرا اس پہ عمل ہے مگر افسوس کہ آپ کسی بات پہ ٹھہرتے نظر نہیں آتے۔ اسے بھائی یہ تو ضرور ہوگا کہ (نشان آسمانی کے صدق یا کذب ظاہر ہونے کے وقت) اگر میرے واسطے دین محمدی کی شرط ہے تو آپ کے واسطے آریہ دھرم بھی ضروری ہے۔ بصورت ثانی عوض تین سو روپیہ ہوگا۔ اگر خداوند کریم نے صداقت کی فتح کی تو روپیہ لے لونگا۔ ورنہ آپ کا روپیہ آپ کے حوالہ اور میری محنت برباد اور آپکی آمدنیات کی ترقی ہم خرما و ہم ثواب۔ آپکے تو ہر طرح پانچوں گھی میں ہیں گھبراتے کیوں ہو ..... آپکا مجیب* الدعوات ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور اگر اسی طرح زبانی جمع خرچ کرنا منظور خاطر ہے تو خوب مزہ ہے۔ خیالی پلاؤ پکائیے اور تمام دنیا میں کسی کو خاطر شریف میں نہ لائیے۔ آپکا اختیار ہے دست خود زبان خود۔ مجھے آج یہاں آئے پچیس ۲۵ یوم کا عرصہ گذر گیا۔ میں کل پرسوں تک جانیوالا ہوں۔ اگر کچھ بحث کرنی ہو تو بھی اور اگر شرائط (یعنی نشان دکھانے کا عہد نامہ) منصفوں کے پاس روانہ کرنا ہے تو بھی طے فرمائیے۔ ورنہ بعد ازاں یاروں میں لاف و گزاف کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ لیکن بہتر ہوگا کہ آج ہی مدرسہ کے میدان میں تشریف لاویں۔ شیطان و شفاعت و شق القمر کا ثبوت دیں۔ انتظامی منصف بھی مقرر کر لیجئے۔ میری طرف سے مرزا امام الدین صاحب منصف تصور فرماویں۔ اگر اسپر بھی آپ کو قناعت نہیں تو خدا کے واسطے باز آئیے۔ نیاز مند لیکھرام۔ ۱۳ دسمبر ۱۸۸۵ء"

چوتھا خط "جناب مرزا صاحب نمستے۔ آپکا دو ورقی مراسلہ ورود ہوا۔ جس سے صاف طور پر واضح ہوا کہ قرآن شریف محض ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و محمدؐ و یوسف و لوط و سکندر و لقمان کے قصہ جات و فضولیات

---

* اس مجیب الدعوات کے لفظ سے لیکھرام کی عربی دانی نہایت واضح طور پر ثابت ہوتی ہے جس بچہ نے پہلا قاعدہ صرف عربی کا بھی پڑھا ہوگا وہ جانتا ہے کہ مجیب کا لفظ خدا تعالیٰ کیلئے آتا ہے یعنی دعاؤں کا قبول کرنے والا یہ باب افعال سے فاعل کا صیغہ ہے پس لیکھرام کو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ آپکو مستجاب الدعوات ہونیکا دعویٰ ہے۔ اب غور کرو کہ آریہ صاحبوں کا کسقدر جھوٹ ہے کہ لیکھرام کو عربی بھی آتی تھی۔ یہ اسکے ہاتھ کے خط لکھے ہوئے ہیں جو اسجگہ درج کئے جاتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ شخص دونوں زبانوں سے بے نصیب تھا نہ سنسکرت جانتا تھا نہ عربی۔ اور جھوٹ بولنے والے کی ہم زبان بند نہیں کرسکتے۔ منہ

سے سراپا لبریز ہے۔ مجھے دریوزہ خط کی شرائط پر بحث کرنی منظور ہی اور صریحاً حیلہ و حوالہ ٹال مٹال و حجت انگیزی کر رہے ہیں۔ مرزا جی افسوس آپکو تصفیہ منظور نہیں ہی کسی نے کیا سچ کہا ہے عذر نا معقول ثابت می کند تقصیر را۔ علاوہ بر آں آپ مسیح ثانی ہیں۔ دعویٰ خود کو اثبات کر دکھائیے ورنہ بیہودہ شور و شر نہ مچائیے۔ لیکھرام از آریہ سماج قادیان ۹ بجے دن کے۔"

پانچواں خط" مرزا صاحب۔ کندن کوہ (اسکے آگے ایک شکستہ لفظ ہے جو پڑھا نہیں جاتا) افسوس کہ آپ اسپ خود کو اسپ اور اوروں کے اسپ کو خچر قرار دیتے ہیں۔ میں نے ویدک اعتراض کا عقل سے جواب دیا۔ اور آپ نے قرآنی اعتراض کا نقل سے مگر وہ عقل سے بسا بعید ہے۔ اگر آپ فارغ نہیں تو مجھے بھی کام بہت ہے اچھا آسمانی نشان تو دکھادیں اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان تو مانگیں تا فیصلہ ہو * لیکھرام"

اِن تمام خطوط کے جواب میں مفصل خط لکھے گئے تھے جنکا نقل کرنا اسجگہ ضروری نہیں لیکھرام کی طبیعت میں افترا اور جھوٹ کا مادہ بہت تھا۔ اسلئے وہ بار بار اپنے خطوط میں لکھتا ہی کہ بحث نہیں کرتے

حاشیہ

* اِس جگہ لیکھرام نے نشان مانگنے کے وقت خدا تعالیٰ کا نام خیر الماکرین رکھا۔ اور خدا تعالےٰ کے بارے میں ماکر کا لفظ اس صورت میں بولا جاتا ہے کہ جب وہ **باریک اسباب** سے مجرم کو ہلاک یا ذلیل کرتا ہے۔ پس لیکھرام کے مُنہ سے خود وہ الفاظ نکل گئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وُہ اپنی موت کا نشان مانگتا تھا یعنی ایسا نشان جسکے اسباب بہت باریک ہوں۔ سو خدا کی **قدرت** ہے کہ اسی طرح اسکی موت ہوئی اور ایسے قاتل کے ہاتھ سے مارا گیا جسکی کارروائی ہر ایک کو نہایت تعجب میں ڈالتی ہے کہ کیونکر اُس نے عین روز روشن میں حملہ کیا۔ اور کیونکر آباد گھر میں ہاتھ اُٹھانے کی اُسکو جرأت ہوئی! اور کیونکر وُہ چھُری مار کر صاف نکل گیا۔ اور پھر کیونکر ہندوؤں کی ایک آباد گلی میں باوجود مقتول کے وارثوں کے شور ڈالنے کے پکڑا نہ گیا۔ سو جب ہم ان واقعات کو غور سے سوچتے ہیں فی الفور طبیعت اس طرف چلی جاتی ہے کہ **یہی وہ کام ہے** جس کو **خیر الماکرین** کی طرف منسوب کرنا چاہیئے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ خدا کا نام قرآن شریف کی رو سے خیر الماکرین اسوقت کہا جاتا ہی کہ جب وہ کسی مجرم مستوجب سزا کو باریک اسباب کے استعمال سے سزا میں گرفتار کرتا ہے۔ یعنی ایسے اسباب اسکی سزا کے اسکے لئے مہیا کرتا ہے کہ جن اسباب کو مجرم کسی اور ارادہ سے اپنے لئے آپ مہیا کرتا ہے۔ پس وہی اسباب جو اپنی بہتری یا نامودی کیلئے مجرم جمع کرتا ہے وہی اُسکی ذلت اور ہلاکت

مجھے کوئی نشان نہیں دکھلاتے اور معقول جواب نہیں دیتے۔ حالانکہ بحث کیلئے یہ صاف طریق اسکے سامنے پیش کیا گیا کہ وہ وید کی پابندی سے اور اسکی شرتیوں کے حوالہ سے بحث کرے اور ہم قرآن شریف کی پابندی سے اور اسکی آیتوں کے حوالہ سے بحث کریں۔ پس چونکہ وہ محض جاہل تھا اور یہ بھی اسمیں طاقت نہیں تھی کہ ہر ایک مقام میں وید کی شرتی پیش کر سکے۔ اسلئے وہ چالاکی سے ہمارے اصل مطالبہ کو تحریر میں ہی نہیں لاتا تھا۔ ہاں ٹھٹھے اور ہنسی سے بار بار آسمانی نشان مانگتا تھا۔ غرض ہم اسجگہ اپنا آخری خط نقل کر دیتے ہیں جو اُس کے آخری رقعہ کے جواب میں لکھا گیا تھا اور وہ یہ ہے:۔

جناب پنڈت صاحب۔ آپکا خط میں نے پڑھا۔ آپ یقیناً سمجھیں کہ ہمیں نہ بحث سے انکار ہے اور نہ نشان دکھلانے سے۔ مگر آپ سیدھی نیّت سے طلب حق نہیں کرتے۔ بیجا شرائط زیادہ کر دیتے ہیں۔ آپکی زبان بدزبانی سے رُکتی نہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو ربّ العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان مانگیں۔ یہ کسقدر ہنسی ٹھٹھے کے کلمے ہیں گویا آپ اس خدا پر ایمان نہیں لاتے جو بیباکوں کو تنبیہ کر سکتا ہے۔ باقی رہا یہ اشارہ کہ خدا عرش پر ہے اور مکر کرتا ہے یہ خود آپکی ناسمجھی ہے مکر لطیف اور مخفی تدبیر کو کہتے ہیں۔ جس کا اطلاق خدا پر ناجائز نہیں اور عرش کا کلمہ خدا تعالےٰ کی عظمت کیلئے آتا ہے۔ کیونکہ وہ سب اُونچوں سے زیادہ اُونچا اور جلال رکھتا ہے یہ نہیں کہ وہ کسی انسان کی طرح کسی تخت کا محتاج ہے خود قرآن میں ہے کہ ہر ایک چیز کو اُس نے تھاما ہُوا ہے اور وہ قیوم ہے جسکو کسی

بقیہ حاشیہ

کا موجب ہو جاتے ہیں۔ قانونِ قدرت صاف گواہی دیتا ہے کہ خدا کا یہ فعل بھی دُنیا میں پایا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات بے حیا اور سخت دل مجرموں کی سزا انکے ہاتھ سے دلواتا ہے سو وہ لوگ اپنی ذلّت اور تباہی کے سامان اپنے ہاتھ سے جمع کر لیتے ہیں۔ اور انکی نظر سے وہ امور اس وقت تک مخفی رکھے جاتے ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی قضا و قدر نازل ہو جائے۔ پس اِس مخفی کارروائی کے لحاظ سے خدا کا نام ماکر ہے دُنیا میں ہزاروں نمونے اسکے پائے جاتے ہیں۔ سو لیکھرام کے معاملہ میں خدا کا مکر یہ ہے کہ اوّل اُسی کے مُنہ سے کہلوایا کہ میں خیر الماکرین سے اپنی نسبت نشان مانگتا ہوں۔ سو اِس درخواست میں اس نے ایسا عذاب مانگا جسکے اسباب مخفی ہوں اور ایسا ہی وقوع میں آیا۔ کیونکہ جس شخص کو شدھ کرنے کے لئے اُس نے اتوار کا دن مقرر کیا تھا اور اتوار کے دن آریوں کا ایک خوشی کا جلسہ قرار پایا تھا جیسا کہ عید کا دن ہوتا ہے۔ تا اُس شخص کو شُدھ کیا جائے۔ سو وُہی خوشی کے اسباب اُس کیلئے اور اس کی قوم کیلئے ماتم کے اسباب ہو گئے اور خیر الماکرین کے نام کو خدا تعالیٰ نے تمام آریوں کو خوب سمجھا دیا۔ منہ

چیز کا سہارا نہیں۔ پھر جب قرآن شریف یہ فرماتا ہے تو عرش کا اعتراض کرنا کسقدر ظلم ہے آپ عربی سے بے بہرہ ہیں۔ آپکو مکر کے معنے بھی معلوم نہیں۔ مکر کے مفہوم میں کوئی ایسا ناجائز امر نہیں ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ شریروں کو سزا دینے کیلئے خدا کے جو باریک اور مخفی کام ہیں انکا نام مکر ہے۔ لغت دیکھو پھر اعتراض کرو۔ میں اگر بقول آپکے وید سے اُمّی ہوں تو کیا حرج ہے کیونکہ میں آپکے مسلّم اصول کو ہاتھ میں لے کر بحث کرتا ہوں۔ مگر آپ تو اسلام کے اصول سے باہر ہو جاتے ہیں۔ صاف افترا کرتے ہیں۔ چاہیئے تھا کہ عرش پر خدا کا ہونا جس طور سے مانا گیا ہے اوّل مجھ سے دریافت کرتے پھر اگر گنجائش ہوتی تو اعتراض کرتے اور ایسا ہی مکر کے معنے اوّل پوچھتے پھر اعتراض کرتے اور نشان خدا کے پاس ہیں وہ قادر ہے جو آپکو دکھلاوے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ خاکسار میرزا غلام احمد

اور وہ معاہدہ جو نشانوں کے دیکھنے کے لئے اِس راقم اور لیکھرام کے مابین تحریر پایا تھا اسکا عنوان جو لیکھرام نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا یہ ہے:۔

"اوم پرماتمنے نم۔ ہے سچدانند سروپ پرماتما ست کا پرکاش کر اور است کا ناش کر تا کہ تیری ست دیدو دیا سب سنسار میں پرمرت ہووے*" پھر بعد اسکے اس طول طویل معاہدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی پیشگوئی لیکھرام کو بتلائی جائے اور وہ سچی ہو تو وہ ہندو مذہب کی سچائی کی دلیل ہوگی اور فریق پیشگوئی کرنے والے پر لازم ہوگا کہ آریہ مذہب کو اختیار کرے یا تین سو ساٹھ روپیہ لیکھرام کو دیدے جو پہلے سے شرمپت ساکن قادیان کی دوکان پر جمع کرا دینا ہوگا۔ اور اگر پیشگوئی کرنیوالا سچا نکلے تو اسلام کی سچائی کی یہ دلیل ہوگی اور پنڈت لیکھرام پر واجب ہوگا کہ مذہب اسلام قبول کرے*۔ پھر بعد اس کے وہ پیشگوئی بتلائی گئی جس کی رو سے ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو لیکھرام کی زندگی کا خاتمہ ہوا۔ لیکن پہلے اس سے جو وہ پیشگوئی لیکھرام پر ظاہر کی جاتی مکرّرًا بذریعہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء انکو اطلاع دی گئی تھی کہ اگر انکو پیشگوئی کے ظاہر کرنے سے رنج پہنچے تو اسکو ظاہر نہ کیا جائے۔ مگر لیکھرام نے بڑی شوخی اور دلیری سے جیسا کہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء میں اس بات کا ذکر ہے ایک کارڈ اپنا دستخطی میری طرف روانہ کیا کہ "میں آپکی پیشگوئیوں کو واہیات سمجھتا ہوں

* یہ شرط جو لیکھرام اسلام کو قبول کرے۔ اسوقت کی شرط ہے جبکہ کچھ معلوم نہ تھا کہ جو پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگی اسکا مضمون کیا ہوگا۔ منہ

* یہ لیکھرام نے پیشگوئی کے انجام کیلئے دُعا کی تھی کہ اگر اسلام سچا ہے تو انکی پیشگوئی سچی نکلے اور اگر ہندو مذہب سچا ہے تو انکی پیشگوئی جو کریں گے جھوٹی نکلے۔ اب ہم ناظرین سے پوچھتے ہیں کہ اگر اس لیکھرام والی پیشگوئی کو جھوٹا سمجھا جائے تو کس فریق پر اس دعا کا بداثر پڑیگا۔ منہ

میرے حق میں جو چاہو شائع کرو۔ میری طرف سے اجازت ہے، اور میں کچھ خوف نہیں کرتا۔" اسپر بھی ہماری طرف سے
بڑا توقف ہوا۔ اور نیز یہ باعث ہوا کہ ابھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر پیشگوئی کی میعاد نہیں کھلی تھی۔ اور
لیکھرام کا اصرار تھا کہ میعاد کی قید سے پیشگوئی بتلائی جائے۔ آخر ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء کو بہت توجہ
اور دُعا اور تضرع کے بعد معلوم ہوا کہ آج کی تاریخ سے یعنی ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء سے چھ برس کے
درمیان لیکھرام پر عذاب شدید جس کا نتیجہ موت ہے نازل کیا جائے گا اور اس کے ساتھ یہ عربی
الہام بھی ہوا عِجْلٌ جَسَدٌ لہ خوار۔ لہ نصبٌ وّعذاب۔ یعنی یہ گوسالہ بیجان ہے
جسمیں سے مہمل آواز آرہی ہے پس اُسکے لئے دُکھ کی مار اور عذاب ہے اور اس اشتہار کے صفحہ ۲ اور ۳ میں
یہ عبارت ہے:۔ اب میں اس پیشگوئی کو شائع کرکے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں
پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ تک آج کی تاریخ سے یعنی ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء
سے کوئی ایسا عذاب جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت ہو {یعنی جو عوارض اور بیماریاں انسان
کیلئے طبعی اور معمولی ہیں جن سے انسان کبھی صحت پاتا اور کبھی مرتا ہے ان میں سے نہ ہو} اور اپنے اندر
الٰہی ہیبت رکھتا ہو۔ {یعنی الٰہی قہر کے نشان اسمیں موجود ہوں} نازل نہ ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالےٰ کی
طرف سے نہیں اور نہ اسکی رُوح سے میرا یہ نطق ہے {یعنی میرے صدق اور کذب کا مدار یہی پیشگوئی ہے}
اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا بھگتنے کیلئے میں تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں
کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر سُولی پر کھینچا جائے۔ ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء

اس جگہ منصف سوچیں کہ درصورت دروغ نکلنے اس پیشگوئی کے کس ذلت کے اٹھانے کیلئے میں
تیار تھا اور اپنے صدق اور کذب کا کس درجہ پر اس پیشگوئی پر حصر کیا گیا تھا۔ پھر وہ لوگ جو خدا کی ہستی کو
مانتے اور اس بات کو جانتے ہیں کہ اس کے ارادہ کے نیچے سب کچھ ہو رہا ہے اور ہر ایک جھگڑے کا آخری
فیصلہ اسکے ہاتھ سے ہوتا ہے وہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ایسا عظیم الشان مقدمہ جسکے نتیجہ کی دو بڑی بھاری قومیں
منتظر تھیں وہ خدا کے علم اور ارادہ کے بغیر یونہی اتفاقی طور پر ظہور میں آگیا گویا جو مقدمہ خدا کو سونپا گیا تھا
وہ بغیر اسکے جو اسکے فیصلہ کرنے والے فرمان سے مزین ہو یونہی اسکی لاعلمی میں داخل دفتر ہو گیا۔ اگر ایسے
خیالات بھروسہ کرنے کے لائق ہیں تو پھر تمام نبوتوں کا سلسلہ اور شریعتوں کا تمام نظام یکدفعہ درہم برہم
ہو جائیگا۔ کیونکہ جو امر تحدی کے بعد اور اسقدر اصرار کے دعویٰ سے پیچھے دشمن کے مقابل آسمانی گواہی
کے طور پر ظہور میں آگیا اور نہایت روشن طور پر مقرر کردہ علامتوں کے موافق اس کا ظہور ہوا۔ اگر
وہی بیہودہ اور باطل سمجھا جائے تو پھر کہاں کا مذہب اور کہاں کی خدا کی ہستی بلکہ تمام آسمانی سچائیوں کا

یکدفعہ خُون ہو جائے گا۔

پھر دُوسری الہامی پیشگوئی جو لیکھرام کی نسبت ہوئی وہ کرامات الصادقین کے صفحہ ۵۴ اور صفحہ اخیر ٹائیٹل پیج میں مذکور ہے اور وُہ یہ ہے:۔

الا اننی فی کُلّ حرب غالب فکدنی بما زوّرت فالحق یغلبُ

وبشرنی ربّی وقال مبشرا ستعرف یوم العید والعید اقربُ

ومنہا ما وعدنی ربّی واستجاب دُعائی فی رجل مفسد عدوّا للّٰہ ورسولہ المسمّٰی لیکھرام الفشاوری۔ واخبرنی ربّی انہ من الھالکین۔ انہ کان یسبُّ نبی اللّٰہ و یتکلم فی شانہ بکلمات خبیثۃ فدعوت علیہ فبشرنی ربّی بموتہ فی ست سنۃ ان فی ذالک لاٰیۃ للطالبین۔

ترجمہ۔ مَیں ہرایک جنگ میں غالب ہوں یعنی ہرایک مقابلہ میں مجھے غلبہ ہے {اے محمد حسین بٹالوی} جو کچھ تو مکر کرتا ہے بیشک کر کہ آخر حق ضرور غالب ہوگا۔ اور مجھے خدا نے ایک نشان کی خوشخبری دیکر کہا کہ تو عید کا دن عنقریب پہچان لے گا۔ یعنی وہ خوشی کا دن جس میں وہ نشان ظاہر ہوگا۔ اور اس نشان کی یہ علامت ہے کہ اس دن سے معمولی عید قریب ہوگی۔ اور خدا نے مجھے وعدہ دیا اور ایک مفسد خدا اور رسول کے دشمن کے بارے میں میری دُعا سُنی جو لیکھرام پشاوری ہے اور مجھے خبر دی کہ وہ مرے گا۔ اور وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا تھا اور پلید باتیں مُنہ پر لاتا تھا۔ پس مَیں نے اِس پر بددُعا کی سو خدا نے میری دُعا قبول کر کے مجھے خبر دی کہ وہ چھ برس کے عرصہ میں مر جائیگا۔ اور اِس میں ڈھونڈنے والوں کے لئے نشان ہیں۔

اور یہ الہام کہ عجل جسد لہ خوار۔ لہ نصب وعذاب جس کا ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں یعنی لیکھرام گوسالہ سامری ہے اور اسی گوسالہ کی طرح اسکو عذاب ہوگا۔ یہ نہایت پُرمعنی الہام ہے جو گوسالہ سامری کی مشابہت کے پیرایہ میں نہایت اعلیٰ اسرار غیب کے بیان کر رہا ہے۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ گوسالہ سامری یہودیوں کی عید کے دن میں ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا۔ جیساکہ توریت خروج باب ۳۲ آیت ۵ سے ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ ہے۔ ہارون نے یہ کہکر منادی کی کہ کل خداوندگی عید ہے سو ایسا ہی اسلامی عید کے دن کے قریب یعنی ۶ مارچ ۱۸۹۳ء کو لیکھرام قتل ہُوا اور گوسالہ سامری کے تباہ کرنے کیلئے خدا کی کتابوں میں عید کے دن کی خصوصیت

تھی وہ عید کے دن کا ہی واقعہ تھا جبکہ گوسالہ سامری خدا کے حکم سے پیسا گیا لہٰذا خدا تعالیٰ نے لیکھرام کا نام گوسالہ سامری رکھ کر ایک ایسا لفظ استعمال کیا جو اس بات پر دلالت التزامی کر رہا تھا کہ لیکھرام بھی عید کے دنوں میں ہی قتل کیا جائیگا! ور اگرچہ خدا تعالیٰ کے کلام کے باریک بھید جاننے والے گوسالہ سامری کا نام رکھنے سے اور پھر اس عذاب کا ذکر کرنے سے سمجھ سکتے تھے کہ ضرور ہے کہ لیکھرام کی موت بھی اپنے دن کے لحاظ سے گوسالہ سامری کے تباہی کے دن سے مشابہ ہوگی مگر پھر بھی خدا تعالیٰ نے اپنے الہام میں اس اجمال پر اکتفا نہیں کیا بلکہ صریح لفظوں میں فرما دیا کہ **ستعرف یوم العید والعید اقرب** یعنی لیکھرام کا واقعہ قتل ایسے دن میں ہوگا جس سے عید کا دن ملا ہوا ہوگا اور یہ پیشگوئی کہ عید کے دن کے قریب لیکھرام کی موت ہوگی ہماری طرف سے ایک ایسی مشہور خبر تھی کہ ہندوؤں نے لیکھرام کے مرنے کے ساتھ ہی شور مچا دیا کہ یہ شخص پہلے سے کہتا تھا کہ لیکھرام عید کے دنوں میں مریگا جیسا کہ پرچہ سماچار پنجاب وغیرہ ہندو اخباروں نے اِس پر بہت ہی زور دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعض شریر ہندوؤں نے پیشگوئی کی یہ تفصیلیں ہمارے منہ سے٭ سُنکر اسوقت ایک غیر ممکن امر کی طرح کسی وقت ہمیں ملزم کرنے کیلئے انہیں یاد رکھا تھا یعنی یہ خیال تھا کہ ایسی کھلی کھلی نشانیاں ہرگز پوری نہیں ہونگی اور ہم پیچھے سے شرمندہ کرینگے مگر جب لیکھرام حقیقت میں عید کے دُوسرے دن مارا گیا تو ان پیشگوئیوں کو دُوسرے پہلو پر ناقابل اعتبار کرنا چاہا یعنی یہ کہ عید کا دن پہلے سے سوچ سمجھ کر باہمی مشورہ سے قرار دیا گیا تھا لیکن اگر یہی سچ تھا تو کیوں لیکھرام کی عید کے دنوں میں پوری حفاظت نہ کی گئی تا وہ منصوبہ پیش نہ جاتا جس کا آریوں کو کئی برسوں سے علم تھا۔ عجیب اتفاق یہ ہوا کہ جس دن لیکھرام کی جان نکلی یعنی اتوار کا روز وہ آریوں نے خاص ایک عید کا دن ٹھہرایا تھا۔ اوّل تو وہ خود اتوار کا دن تھا جو ہندوؤں کی عیدوں میں سے ایک عید ہے۔ دُوسرے قاتل کے شُدھ کرنے کیلئے جو اپنے تئیں نومسلم ظاہر کرتا تھا وہ ایک خوشی کا دن ٹھہرایا گیا تھا۔ جس میں عام جلسہ میں قاتل کو پھر ہندو بنانے کا ارادہ تھا۔

غرض عجل کا نام جو لیکھرام کو الہام الٰہی نے دیا۔ یہ ایک نہایت دقیق راز اپنے اندر رکھتا تھا اور کئی رموز غیبیہ کے اشارے اسمیں بھرے ہوئے تھے۔ ایک تو یہی جو عید کے دِنوں میں گوسالہ سامری کی طرح غضب الٰہی کے نیچے آتا۔ دُوسرے یہ کہ گوسالہ سامری انسان کے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور پھر جلایا گیا اور پھر دریا میں ڈالا گیا چنانچہ یہ تینوں باتیں لیکھرام کے ساتھ بھی ظہور میں آئیں تیسرے یہ کہ گوسالہ سامری کی پرستش کی گئی تھی اور خدا نے اس قوم پر ایک وبائی بیماری بھیجی جو غالباً طاعون تھی۔

٭ پرچہ پنجاب سماچار ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء میں میری نسبت لکھا ہے کہ "کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو مار ڈالینگے اور اس عرصہ میں ۴ اور فلاں دن (یعنی عید کے دوسرے دن میں) ایک دردناک حالت میں مریگا" سو یہ بات تو ایڈیٹر نے اپنی طرف سے بنالی کہ مار ڈالینگے لیکن دن اور صورتِ موت کا ذکر یہ خود ہماری پیشگوئی کا ایک مشہود منشا تھا جو [illegible] بہت مرتبہ بیان کیا گیا تھا۔ منہ

جیساکہ توریت باب ۳۲ آیت ۳۵ میں ہے کہ خداوند نے انکے بچھڑے بنانے کے سبب ... لوگوں پر مری بھیجی۔ ایسا ہی لیکھرام کی بھی تعریف پرستش تک پہنچائی گئی اور مسلمانوں کو ناحق دُکھ دیا گیا۔ یہ لوگ خوب اپنے دلوں میں سمجھتے تھے کہ یہ خدا کا فعل ہے پیشگوئی کرنے والے کا منصوبہ نہیں۔ تاہم بار بار فریاد کرکے گورنمنٹ سے اس راقم کی گھر کی تلاشی کرائی اور بہت سا بیجا شور ڈال کر گوسالہ پرستوں سے مشابہت پوری کی۔ کوئی کیا جانتا ہے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے پر ہم اِس پر ایمان رکھتے ہیں کہ جو خدا نے مشابہت بیان فرمائی وہ پوری مشابہت ہے۔

پھر لیکھرام کی نسبت ایک اور الہامی پیشگوئی ہے جو رسالہ برکات الدعاء کے ٹائیٹل پیج کے اوّل اور آخر کے ورق پر درج ہے اور یہ پیشگوئی اپریل ۱۸۹۳ء میں یعنی پہلی پیشگوئی سے تین ماہ بعد کی گئی تھی۔ اس پیشگوئی کا مختصر بیان یہ ہے کہ سید احمد خاں صاحب کے۔سی۔ایس۔آئی نے ایک رسالہ استجابت دُعا کے انکار میں لکھا تھا اور اس کا نام رسالہ الدعاء والاستجابت رکھا تھا۔ یہ رسالہ سچائی کے بالکل برخلاف تھا اسلئے مَیں نے اِسکے جواب میں رسالہ برکات الدعاء لکھا اور اس رسالہ کے لکھنے کے وقت مجھے یہ ضرورت پیش آئی۔ کہ دُعا قبول ہونے کا سید صاحب کے آگے کوئی نمونہ پیش کروں۔ سو خدا کے فضل سے انھیں دِنوں میں لیکھرام کے بارے میں میری دُعا قبول ہو چکی تھی۔ سو مَیں نے برکات الدعاء کے ٹائیٹل پیج میں یہ نمونہ پیش کر دیا۔ برکات الدعاء کے پڑھنے والے جب اِس رسالہ کو کھولینگے تو ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ پر ہی جو اندر کا صفحہ ہے رنگین کاغذ پر یہ لکھا ہوا پائیں گے۔

نمونہ دُعائے مستجاب

اِسی وجہ سے اِس رسالہ کا نام برکات الدعاء رکھا گیا تھا کہ اسمیں دُعا کی برکتوں کا نمونہ پیش کیا گیا۔ اس صفحہ میں لیکھرام کے حق میں یہ عبارت ہے کہ:۔ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اگر جیسا کہ معترضوں نے خیال فرمایا ہے {لیکھرام کے متعلق} پیشگوئی کا ماحصل آخر کار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر کوئی درد ہوا یا ہیضہ ہوا اور پھر اصلی حالت صحت کی قائم ہوگئی تو وہ پیشگوئی متصور نہیں ہوگی ..... پس اس صورت میں مَیں بلاشبہ اِس سزا کے لائق ٹھہرونگا جس کا ذکر مَیں نے کیا ہے لیکن اگر اس پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا جسمیں قہرالٰہی کے نشان صاف صاف اور کھلے کھلے طور پر دِکھائی دیں تو پھر سمجھو کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے

ہے.... اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کیساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دِلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور یہ سارے خیالات اور یہ تمام نکتہ چینیاں جو پیش از وقت دِلوں میں پیدا ہوتی ہیں ایسی معدوم ہو جاتی ہیں کہ منصف مزاج اہل الرائے ایک انفعال کیساتھ اپنی رایوں سے رجوع کرتے ہیں ماسوا اسکے یہ عاجز بھی تو قانون قدرت کی تحت میں ہے اگر میری طرف سے بنیاد اس پیشگوئی کی صرف اسی قدر ہے کہ مَیں نے صرف یاوہ گوئی کے طور پر چند احتمالی بیماریوں کو ذہن میں رکھکر اور اٹکل سے کام لیکر یہ پیشگوئی شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ انھیں اٹکلوں کی بنیاد پر میری نسبت پیشگوئی کر دے..... اگر یہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے اور مَیں خوب جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے تو ضرور ہیبت ناک نشان کیساتھ اس کا وقوعہ ہوگا اور دِلوں کو ہلا دیگا اور اگر اسکی طرف سے نہیں تو میری ذلت ظاہر ہوگی اور اگر مَیں اسوقت رکیک تاویلیں کرونگا تو یہ اور بھی ذلت کا موجب ہوگا۔ وہ ہستی قدیم اور وہ پاک و قدوس جو تمام اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے وہ کاذب کو کبھی عزت نہیں* دیتا۔ یہ بالکل غلط ہے کہ لیکھرام سے مجھ کو کوئی ذاتی عداوت ہے۔ مجھ کو ذاتی طور سے کسی سے بھی عداوت نہیں بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام سچائیوں کا چشمہ تھا توہین سے یاد کیا اسلئے خدا نے چاہا کہ اپنے ایک پیارے کی عزت دُنیا میں ظاہر کرے فقط۔

یہ وہ الہامی پیشگوئی کی تائید میں مضمون ہے جو برکات الدعا کے ٹائیٹل پیج کے صفحہ میں لکھا ہوا ہے پھر اسی صفحہ کے حاشیہ پر ایک اور الہامی پیشگوئی لیکھرام کی نسبت ہے جس کا عنوان یہ ہے۔ **لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک اور خبر** پھر آگے یہ عبارت ہے:۔ آج جو ۲ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہے صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اسکے چہرہ سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ مَیں نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہیں ملائک شداد غلاظ میں سے ہے اور اسکی ہیبت دِلوں پر طاری تھی اور مَیں اسکو دیکھتا ہی تھا کہ اُس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے؟ اور ایک اور شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے۔ تب مَیں نے اُسوقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی سزا دہی کیلئے مامور کیا گیا ہے مجھے معلوم نہیں رہا کہ وہ دُوسرا شخص کون ہے ہاں یہ یقینی طور پر یاد رہا ہے [یعنی عالم کشف میں دِل میں گذرا ہے] کہ وہ دوسرا شخص انھیں چند آدمیوں میں سے تھا جسکی نسبت میں اشتہار دے چکا ہوں [یعنی ایسا شخص جو

---

* مَیں نے پہلے صاف کہہ دیا تھا کہ چونکہ خدا تعالیٰ کاذب کو عزت نہیں دیتا اسلئے اگر مَیں کاذب ہوں تو یہ پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوگی [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی۔ منہ

موت کی پیشگوئی کے اشتہار کا نشانہ ہوگیا ہی جسکی نسبت کسی وقت کہہ سکتے ہیں کہ اسکی نسبت اشتہار ہو چکا ہے]
اور یہ یکشنبہ کا دن اور چار بجے صبح کا وقت تھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک فقط

یہ تمام پیشگوئیاں بآواز بلند کہہ رہی ہیں کہ لیکھرام کی زندگی کا بذریعہ قتل کے خاتمہ ہونا مقدر تھا اسی وجہ سے جو نظم لیکھرام کے متعلق الہام کی پیشانی پر لکھی گئی تھی اسمیں ایسے الفاظ درج ہیں جو لیکھرام کے قتل پر دلالت کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ الہامی اشتہار جو درباره موت لیکھرام کتاب آئینہ کمالات اسلام کے ساتھ شامل ہوا اسکی پیشانی کے چند شعر جو قتل پر دلالت کرتے ہیں ذیل میں لکھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں :-

عجب نورے است در جان محمدؐ / عجب لعلے است در کان محمدؐ
عجب دارم دلِ آں ناکساں را / کہ رو تابند از خوانِ محمدؐ
خدا زاں سینہ بیزار است صد بار / کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ
اگر خواہی نجات از مستی نفس / بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش / محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم / نثارِ روئے تابانِ محمدؐ
بکارِ دیں نترسم از جہانے / کہ دارم رنگِ ایمانِ محمدؐ
فدا شد در رہش ہر ذرّہ من / کہ دیدم حسن پنہانِ محمدؐ
دیگر دلبرے کارے ندارم / کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ
دل زارم بہ پہلویم مجوئید / کہ بستیمش بدامانِ محمدؐ
تو جانِ ما منور کردی از عشق / فدایت جانم اے جانِ محمدؐ
چہ ہیبتہا بدادند ایں جواں را / کہ ناید کس بمیدانِ محمدؐ
رہِ مولیٰ کہ گم کردند مردم / بجو در آل و اعوانِ محمدؐ

ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف / کہ گردد از محبّانِ محمدؐ
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم / کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ
خدا سوزد آں کرم دنی را / کہ باشد از عدوانِ محمدؐ
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت / بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ
سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ / دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ
دریں رہ گر کشندم ور بسوزند / نتابم رو ز ایوانِ محمدؐ
بسے سہل است از دنیا بریدن / بیادِ حسن و احسانِ محمدؐ
دگر استاد را نامے ندانم / کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ
مرا آں گوشۂ چشمے بباید / نخواہم جز گلستانِ محمدؐ
من آں خوش مرغ از مرغانِ قدسم / کہ دارد جا بہ بستانِ محمدؐ
دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ / نباشد نیز شایانِ محمدؐ
الا اے دشمنِ نادان و بیراہ / بترس از تیغِ برّانِ محمدؐ
الا اے منکر از شانِ محمدؐ / ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است / بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی الخ
[مفصل دیکھو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱-۲-۳ حاشیہ آخر کتاب]

غرض اِس پیشگوئی کے سر پر یہ چند شعر ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہو کہ بترس از تیغ بُرّانِ محمدؐ جو صاف بتلا رہا ہو کہ لیکھرام کا انجام یہی تھا کہ وہ قتل کیا جائے اور آخیر کے شعر پر لیکھرام کیطرف اشارہ کر کے ہاتھ بنایا ہُوا ہو جیسا کہ اِس جگہ بنادیا گیا ہو تا یہ اشارہ ہو کہ تیغ بُرّاں اُسی پر پڑیگی اور اسی کی موت سے کرامت ظاہر ہوگی۔

پھر برکات الدعا کے صفحہ ۲۸ میں چند شعروں میں سیّد احمد خاں صاحب پر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ پیشگوئی لیکھرام میں دُعائے مستجاب کے نمونہ کی انتظار کریں اور آخری شعر کے نیچے مدّ کھینچکر ان صفحات برکات الدعا کی طرف سیّد صاحب کو توجہ دلائی گئی ہو جنمیں لیکھرام کی ہیبتناک موت کا ذکر کر کے نمونہ دُعائے مستجاب کا ذِکر ہے اور وہ شعر یہ ہیں۔

روئے دلبر از طلبگاراں نمی دارد حجاب
می درخشد در خور ومی تابد اندر ماہتاب

لیکن ایں روئے حسیں از غافلاں ماند نہاں
عاشقے باید کہ بردارند از بہرش نقاب

دامن پاکش ز نخوت ہا نمی آید بدست
ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب

بس خطرناک است راہ کوچۂ یار قدیم
جاں سلامت بایدت از خود روی ہا سر بتاب

تا کلامش عقل و فہم ناسزایاں کم رسد
ہر کہ از خود گم شود او یابد آں راہ صواب

مشکلِ قرآں نہ از ابناء دُنیا حل شود
ذوق آں مید اند آں مستے کہ نوشد آں شراب

ایکہ آگاہی ندادندت ز انوار دروں!
در حقِ ما ہر چہ گوئی نیستی جائے عذاب

از سرِ وعظ و نصیحت ایں سخن ہا گفتہ ایم
تا مگر زیں مرہمے بہ گردد آں زخمی خراب

از دُعا کُن چارۂ آزار انکار دُعا
چوں علاج مَے ز مَے وقتِ خمار و التہاب

ایکہ گوئی گر دُعا ہا را اثر بودے کجاست
سُوئے من بشتاب بنمایم ترا چوں آفتاب

ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرتہائے حق
قصّہ کوتہ کُن بہ بیں از ما دُعائے مستجاب

دیکھو صفحہ ۲-۳-۴ سرورق

یہ آخری شعر کا دُوسرا مصرعہ جسکے نیچے مدّ ڈالکر ۲-۳-۴ لکھے گئے ہیں یہ برکات الدعا میں اسی طرح مدّ ڈالکر لکھے گئے ہیں تا سیّد احمد خانصاحب ان صفحات کو نکالکر پڑھیں اور تا انہیں نمونہ دُعائے مستجاب پر غور

کرکے آئندہ آزمائش کے بعد اپنی غلط رائے کے چھوڑنے کیلئے توفیق ملے اور رسالہ برکات الدعا جب تالیف کیا گیا تو اسی زمانہ میں سید صاحب کی خدمت میں بلا توقف بھیجا گیا اور سید صاحب کا جواب بھی آگیا تھا کہ میں برکات الدعا کو دیکھ رہا ہوں پس ضرور سید صاحب نے ان مقامات کو بھی دیکھا ہوگا جن میں نمونہ دعائے مستجاب پیش کیا گیا تھا۔ غرض لیکھرام کی موت کیلئے دعا کرنا اگرچہ بوجہ اس کی بدزبانی اور بیباکی کے تھا لیکن یہ بھی مطلوب تھا کہ سید صاحب کی خدمت میں ایک نمونہ دعائے مستجاب پیش کیا جائے۔ اب سید صاحب کا فرض ہے کہ اپنی اس ناقص رائے کو بدل دیں۔ ایسا نہ ہو کہ ایک* شخص کی تو جان گئی اور سید صاحب وہیں کے وہیں رہے۔

یہ وہ پیشگوئیاں ہیں جو لیکھرام کی موت کے بارے میں ۱۸۹۳ء میں عام طور پر شائع کی گئی تھیں اور جو شخص اپنے غور کریگا اسکو ماننا پڑیگا کہ ان پیشگوئیوں میں قطعی طور پر ابتدائے ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے نامبردہ کی موت کیلئے چھ برس کی میعاد بتلائی گئی تھی اور کشفی واقعہ یہ بھی ظاہر کر رہا تھا۔ کہ لیکھرام کی موت اتوار کے دن کو ہوگی کیونکہ وہ فرشتہ جو لیکھرام کی سزا کیلئے آیا۔ اتوار کی رات کو مجھ پر ظاہر ہوا تھا جس سے پایا جاتا تھا کہ لیکھرام کی موت کا دن اتوار کا دن ہوگا اور الہام میں یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ عید کے ساتھ کے دن میں یعنی دوسری شوال میں یہ واقعہ پیش آئیگا اور خدا کی قدرت ہے، کہ عید کا پتہ پہلے سے ہندوؤں نے خوب یاد کر رکھا تھا مگر اسوقت یہ امر غیر ممکن سمجھ کر صرف تکذیب کی غرض سے یاد کر لیا تھا کیونکہ وہ اپنی جہالت سے یہ خیال کرتے تھے کہ ایسا ہونا کسی طرح ممکن نہیں کہ پیشگوئی میں ایسا خاص نشان

---

* لیکھرام کے متعلق ایک پیشگوئی تھی کہ یُقضٰی امرہ فی ستّ یعنی چھ میں اس کا کام تمام کیا جائے گا۔ اب تک مجھے معلوم نہیں کہ یہ پیشگوئی ہمارے کسی اشتہار یا کتاب میں یا ہمارے کسی دوست کی تالیف میں چھپ گئی یا نہیں۔ لیکن ہماری جماعت میں اسکی عام شہرت ہے اور یقین ہے کہ دوسروں تک بھی یہ پیشگوئی پہنچی ہوگی جیسا کہ آریوں میں عید کی پیشگوئی پہنچ گئی کیونکہ ہماری کوئی بات راز کے طور پر نہیں رہتی۔ اس پیشگوئی کا جیسا کہ مفہوم ہے ایسا ہی ظہور میں آیا۔ یعنی لیکھرام چھ مارچ کو زخمی ہوا اور دن کے چھٹے گھنٹے میں زخمی ہوا۔ بٹالوی صاحب اگر اس زبانی روایت سے انکار کرتے ہیں تو حدیثوں کے قبول کرنے میں انہیں بڑی مشکل پڑیگی۔ کیونکہ وہ نہ صرف روایتیں ہیں بلکہ کم سے کم سو ڈیڑھ سو برس بعد یہ لکھی گئیں۔ جو بات تازہ ہو اور جس کے دیکھنے سننے والے زندہ موجود ہیں اس سے انکار کرنا عقلمندوں کے نزدیک رسوا ہونا ہے۔ منہ

ہو اور وہ سچا ہو جائے پس یاد رکھنے سے مُدعا یہ تھا کہ جب پیشگوئی خطا جائے گی یا عید پر پوری نہیں ہو گی تو ہنسی ٹھٹھے میں اُڑائیں گے۔ لیکن جب خدا نے اسی طرح پیشگوئی کو پُورا کر دیا جیسا کہ لکھا گیا تھا۔ تب ہندوؤں نے فی الفور اپنا پہلو بدل لیا اور کہا کہ "عید پر قتل کرنے کیلئے پہلے سے سازش ہو چکی تھی ورنہ خدا کی عادت ایسی نہیں ہے جو باریک اور خاص نشانوں کے ساتھ غیب کی خبریں کسی کو بتلا دے"۔ مگر وہ قادر خدا جو سچائی کو مشتبہ کرنا نہیں چاہتا۔ اس نے اس خیال کو بھی پہلے سے رد کر رکھا تھا جس کی ہندوؤں کو خبر نہیں تھی یعنی اُس نے لیکھرام کے واقعہ قتل سے سترہ برس پہلے اس نشان کی براہین احمدیہ میں خبر دی ہے اور یہ خبر اسوقت لکھی گئی اور شائع کی گئی تھی جبکہ لیکھرام بارہ یا تیرہ برس کا ہو گا۔ اور یہ ایسے مرتب اور سلسلہ وار طرز پر براہین احمدیہ میں موجود ہے کہ انسانوں کو بجز ماننے کے بن نہیں پڑتا۔ ہم بفضلہ تعالیٰ رسالہ سراج منیر میں اس کو لکھ چکے ہیں اور مختصر طور پر اس کا یہ بیان ہے کہ براہین احمدیہ کے الہامات میں میری نسبت تین فتنوں کی خبر دی گئی ہے یعنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ تین موقعہ پر تین فتنے تم پر برپا ہونگے۔

اب قبل اسکے جو ان تین فتنوں کا ذکر کیا جائے صفائی بیان کیلئے اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ ہر ایک تکذیب فتنہ کے نام سے موسوم نہیں ہو سکتی۔ بلکہ صرف اس حالت میں کسی تکذیب کو فتنہ کے نام سے موسوم کیا جائیگا جبکہ وہ تکذیب ایک بلوہ کے رنگ میں ہو اور ایک جماعت باہمی اتفاق کر کے کسی کے مال یا جان یا عزت کی نقصان رسانی کی غرض سے اپنی طاقتوں کو اس حد تک خرچ کرے جہانتک ایک شخص پورے اشتعال کی حالت میں کر سکتا ہے پس فتنہ میں ضروری ہے کہ ایک جماعت ہو اور وہ جماعت کسی کی ضرر رسانی کے ارادہ کیلئے پورے جوش کے ساتھ باہم اتفاق کر لیوے اور ایک بلوہ کی صُورت میں ایک خطرناک مجمع بنا کر کسی کی عزت یا جان یا مال پر حملہ کرنے کیلئے مستعد ہو جاوے اور باہمی مشورہ سے ان تمام فریبوں کو اپنی طبیعتوں کے افروختہ ہونے کی حالت میں ایک غیر معمولی جوش کی طرز پر استعمال میں لاوے جسکے استعمال سے فریق مخالف پر کوئی ناگہانی آفت آنے کا اندیشہ ہو۔ اب جبکہ فتنہ کے لفظ کی تعریف معلوم ہو چکی تو ان تین فتنوں کو بیان کرتا ہوں مگر شاید سمجھانے کیلئے یہ انسب ہو گا کہ قبل اسکے جو میں ان تینوں فتنوں کی تفصیل براہین احمدیہ کے صفحات سے پیش کروں۔ اوّل وہ تینوں فتنے بیان کر دوں جو براہین احمدیہ کی تالیف اور شائع ہونے کے بعد میرے پر گذر چکے ہیں جنکے واقعات کے لکھوکھا انسان گواہ ہیں بلکہ اگر میں کروڑہا کہوں تو یقیناً مبالغہ نہ ہو گا اسوقت میں اس دعویٰ پر زور دینے کے بغیر رہ نہیں سکتا کہ میری زندگی کا وہ بڑا حصہ جو براہین کی تالیف کے بعد اس

وقت تک پُورا ہُوا ہے وہ ٹھیک ٹھیک تین فتنوں کے نیچے ہو کر گذرا ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ ان تین فتنوں کے ساتھ کوئی اور فتنہ بھی تھا جسکو فتنہ چہارم کہنا چاہیئے اور نہ کوئی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ تین فتنے نہیں ہیں بلکہ دو ہیں۔ غرض تین کے عدد میں ایک ایسی حصر واقع ہو گئی ہے کہ جو نہ کم ہو سکتی ہے اور نہ قابل زیادت ہے۔ ایک اجنبی شخص بھی جب میری سوانح کے لکھنے کیلئے بیٹھے گا اور میری لائف کے سلسلہ میں تلاش کریگا کہ براہین احمدیہ کے زمانہ سے ان دنوں تک ایسے غیر معمولی بلوے پُورے جوش سے بھرے ہوئے مختلف جماعتوں کیطرف سے کسقدر میرے پر ہو چکے ہیں جنکو فتنہ کے نام سے موسوم کرنا چاہیئے تو وہ اس بات کے سمجھنے کیلئے کسی فکر کا محتاج نہ ہوگا کہ ایسے بلوے جو فتنہ کی حد تک پہنچ گئے اور پُورے جوش کے ساتھ ظہور میں آئے صرف تین تھے۔

اوّل آتھم کے معاملہ میں پادریوں کا حملہ جنہوں نے واقعات کو چھپا کر پنجاب اور ہندوستان میں تکذیب کا ایک طوفان مچا دیا۔ چونکہ انکے دلوں میں بڑا مُدعا یہ تھا کہ کسی طرح اسلام کی تکذیب اور توہین کا موقعہ ملے ٭ سو انہوں نے آتھم کے زندہ رہنے کے وقت سمجھ لیا کہ اس سے بہتر شور و غوغا ڈالنے کیلئے اور کوئی موقعہ نہ ہوگا۔ چنانچہ سب سے پہلے امرت سر میں انہوں نے محض سفلہ پن کی راہ سے خلاف واقعہ شور مچایا ✤ اور گلی کوچہ میں آتھم کو ساتھ لے کر وہ زباں درازیاں کیں کہ جب سے انگریزی

✤ آتھم کے عذاب کی نسبت جو پیشگوئی کیگئی تھی وہ نہایت صاف اور کھلے کھلے لفظوں میں تھی۔ اسمیں یہ شرط موجود تھی کہ عذاب موت اُسوقت نازل ہوگا کہ جب آتھم حق کی طرف رجوع نہ کرے اور آتھم پندرہ مہینے تک جو پیشگوئی کی میعاد تھی ایسے خلاف عادت طریقے سے مذہبی مناظرات و تقریریات سے دستکش اور چُپ رہا تھا جو اُس کا چُپ رہنا ہی اسکے دلی رجوع پر دلالت کرتا تھا پھر اُس نے میعاد کے بعد جب یہ جھوٹے بہانے پیش کئے کہ مَیں ڈرتا تو ضرور رہا مگر وہ خوف تعلیم یافتہ سانپ سے اور دوسرے حملوں سے تھا جو میرے پر کئے گئے تھے۔ تب اس پر جب اسکو کہا گیا کہ یہ تمام تہمتیں بے ثبوت اور غیر معقول ہیں اور نیز میعاد کے بعد بیان کیگئی ہیں انکو یا تو قسم سے ثابت کرنا چاہیئے یا نالش سے یا کسی اور عدالتی طریقہ سے۔ تو اُس نے کوئی طریق اختیار نہ کیا بلکہ قسم پر چار ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا گیا تب بھی قسم کھا کر اپنی بریت ظاہر نہ کر سکا اور یہ تمام الزام اپنے ساتھ قبر میں لے گیا۔ الہام الٰہی میں یہ بھی تھا کہ اگر وہ اخفائے شہادت کریگا تو جلد مر جائیگا۔ چنانچہ وہ ہمارے آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر مر گیا۔ اب کیا اس پیشگوئی پر کوئی تاریکی تھی جس سے عیسائیوں نے شور مچایا؟ نہیں بلکہ انکو آتھم کے ڈرتے رہنے کی خوب خبر تھی یہانتک کہ ایک مرتبہ ایک بیماری میں آتھم نے چیخ مار کر کہا کہ ہائے میں پکڑا گیا مگر عیسائیوں کو یہی منظور تھا کہ سچائی پر پردہ ڈالیں۔ اُنہوں نے اس شور میں بڑی ناانصافی کی۔ منہ

٭ پادریوں نے یہ تدبیریں بھی بہت کیں کہ کسی طرح آتھم نالش کرکے عدالت کے ذریعہ مجھ کو سزا دلائے لیکن آتھم چونکہ درحقیقت حق کے رُعب سے مر چکا تھا اسلئے اُس نے اس طرف رُخ نہ کیا بلکہ نور افشاں میں صاف چھپوا دیا کہ پادریوں کا یہ بلوہ میری مرضی کے مخالف ہُوا۔ منہ

عملداری اس ملک میں آئی ہے اسکی نظیر کسی وقت میں نہیں پائی جاتی اور صرف اسی پر اکتفا نہیں تھی بلکہ پشاور سے لیکر بمبئی۔ کلکتہ۔ الہ آباد وغیرہ بڑے بڑے جلسے کئے اور اخباروں میں محض افترا کے طور پر واقعات شائع کئے اور جاہل مولویوں اور عوام کالانعام کو برانگیختہ کیا اور ہزاروں اشتہار جو لعنتوں سے بھرے ہوئے تھے ملک میں تقسیم کئے اور لوگوں پر یہ اثر ڈالنا چاہا کہ دین اسلام ہیچ ہے۔ اور بعض مولوی دُنیا کے کُتے انکی ہاں کے ساتھ ہاں ملانے لگے اور یہ فتنہ تمام فتنوں سے بڑھا ہوا تھا کیونکہ اسمیں صرف میری ذات پر ہی حملہ نہیں تھا بلکہ بڑا مقصد یہ تھا کہ اسلام کو ذلیل اور حقیر کرکے دکھلائیں اور مولوی یہودی صفت اُنکے ساتھ تکذیب میں شامل ہوگئے اور کہا کہ اگر عیسائی تکذیب کریں تو کیا حرج ہے یہ شخص تو خود کافر ہے۔ اور حالانکہ وہ خوب جانتے تھے کہ عیسائی اس راقم کو بھی مسلمان جانتے ہیں غایت کار مسلمانوں میں سے ایک فرقہ کا سرگروہ خیال کرتے ہیں سو ان ظالموں نے ناحق میری دشمنی سے عیسائیوں کی زبان سے دینِ اسلام سے ٹھٹھے کرائے بلکہ بار بار اُن کو نالش کرنے کے لئے ترغیب دی۔

دوسرا فتنہ جو دوسرے درجہ پر ہے شیخ محمد حسین بٹالوی کا فتنہ ہے اس ظالم نے بھی وہ فتنہ برپا کیا کہ جس کی اسلامی تاریخ میں گذشتہ علماء کی زندگی میں کوئی نظیر ملنی مشکل ہے محیط الحواس نذیر حسین کی کفرنامہ پر مُہر لگائی۔ صدہا مسلمانوں کو کافر اور جہنمی قرار دیا اور بڑے زور سے گواہیاں ثبت کرائیں کہ یہ لوگ نصاریٰ سے بھی کفر میں بدتر ہیں تمام رشتے ناطے ٹوٹ گئے۔ بھائیوں نے بھائیوں کو اور باپوں نے بیٹوں کو اور بیٹوں نے باپوں کو چھوڑ دیا اور ایسا طوفان فتنہ کا اُٹھا کہ گویا ایک زلزلہ آیا جس سے آجتک ہزاروں خدا کے نیک بندے اور دین اسلام کے عالم اور فاضل اور متقی۔ کافر اور جہنم ابدی کے سزاوار سمجھے جاتے ہیں۔ !!!

تیسرا فتنہ جو تیسرے درجہ پر ہے آریوں کا فتنہ ہے جو ایک چمکدار نشان کے ساتھ ہوا اور یہ فتنہ وسلئے تیسرے درجہ پر ہے کہ باوجود سخت بلوہ کے اسکے ساتھ فتح کا نمایاں نشان تھا۔ یہ سچ ہے کہ اسمیں ہندؤں کا بڑا شور وغوغا ہوا اور بار بار قتل کرنے کی دھمکیاں دیں اور گالیوں سے بھرے ہوئے خط بھیجے۔ کئی اخباروں میں حد سے زیادہ سخت گوئی کیگئی اور پھر آخر گورنمنٹ کی معرفت خانہ تلاشی کرائی گئی مگر باوجود ان سب باتوں کے فتح کا جھنڈا ہمارے ہاتھ میں رہا۔ وہ معاہدہ جو لیکھرام کے ساتھ مذہبی آزمائش کیلئے بذریعہ آسمانی نشان کے کیا گیا تھا اسکی رُو سے ہمارے مولا کریم نے ہندؤں پر ہماری ڈگری کرکے بڑی صفائی سے ہمیں فتح دی اور جیسا کہ پہلے سے براہین احمدیہ میں یہ الہام تھا کہ اگر خدا ایسا نکرتا تو تمہارا

چمکدار نشان نہ دکھاتا **تو دُنیا میں اندھیر پڑ جاتا**۔ ایسا ہی خدا نے اپنے تمام ارادوں کو پورا کیا۔ لیکھرام کیا مرا تمام آریوں کو مار گیا۔ اسلام کا بول بالا ہوا۔ اور ہندو خاک میں مل گئی۔ بڑی عزت کے ساتھ میدان ہمارے ہاتھ رہا۔ اور ثابت ہو گیا کہ خدا وہی خدا ہے جو **اسلام کا خدا** اور **قرآن** کا نازل کرنے والا ہے۔ اب اسکے ساتھ اگر ہمیں گالیاں دی گئیں۔ اگر ہمیں قتل کرنے کیلئے ڈرایا گیا۔ اگر ہمارے گھر کی تلاشی کرائی تو اس خوشی کے مقابل یہ تمام غم کچھ چیز نہیں ہیں بلکہ اس فتنہ سے ایک اور پیشگوئی پوری ہوئی جو ابھی ہم بیان کرینگے اور لیکھرام کے مرنے سے دشمن کا منہ کالا تو ہو چکا تھا مگر ہمارے گھر کی تلاشی نے اور بھی اُن کے مکروں پر خاک ڈال دی۔ اور **جھوٹ کا ناک بڑی صفائی سے کاٹا گیا۔!**

یہ تین فتنے ہیں جو براہین کے زمانہ سے آجتک ہمیں پیش آئے۔ اور یہ ایسے کھلے کھلے وقوع میں آئے ہیں کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے ملک کا ہر ایک شخص جو انسان کہلانے کا حق رکھتا ہے ان تینوں فتنوں سے بخوبی واقف ہے۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ آیا یہ تین فتنے براہین احمدیہ میں ذکر کئے گئے ہیں یا نہیں۔ سو میں روز روشن کی طرح دیکھتا ہوں کہ یہ تینوں فتنے پادریوں کے فتنہ سے لیکر چمکدار نشان کے فتنہ تک براہین احمدیہ میں ذکر کئے گئے ہیں۔ بلکہ ہر ایک ذکر کے وقت فتنہ کا لفظ بھی موجود ہے۔ سو اب ایک پاک دل اور پاک نظر لیکر مندرجہ ذیل عبارتوں کو پڑھو جو براہین احمدیہ سے نقل کر کے میں اس جگہ لکھتا ہوں اور وہ یہ ہیں:۔

پہلا فتنہ صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ ولن ترضٰی عنك الیهود ولا النصارٰی۔ وخرقوا له بنین وبنات بغیر علم۔ قل هو الله احد الله الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد۔ ویمکرون ویمکر الله والله خیر الماکرین **الفتنة ههنا فاصبر کما صبر** اولوا العزم وقل ربّ ادخلنی مدخل صدق۔ ترجمہ یعنی یہود تجھ سے راضی نہیں ہوں گے۔ یہود سے مراد اس جگہ یہود صفت مولوی ہیں جن کا ذکر براہین میں اس سے پہلے صفحہ میں ہے۔ اور پھر فرمایا کہ نصاریٰ بھی تجھ سے راضی نہیں ہونگے یعنی پادری۔ اور فرمایا کہ اُنہوں نے نادانی سے خدا کے بیٹے اور بیٹیاں بنا رکھی ہیں۔ ان پادریوں کو کہدے کہ خدا ایک ہے۔ وہ ذات بے نیاز ہے۔ نہ کوئی اُس کا بیٹا اور نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اُس کا ہم جنس (یہ اُس مباحثہ کی طرف اشارہ ہے جو تثلیث اور توحید کے بارے میں ڈاکٹر مارٹن کلارک کی کوٹھی پر بمقام امرتسر پیشگوئی سے چند روز پہلے کیا گیا تھا) اور پھر فرمایا کہ یہ عیسائی تجھ سے ایک مکر کرینگے اور خدا بھی اُن سے مکر کریگا یعنی

اوّل انکو دلیر کر دیگا اور پھر ذلت پر ذلت پہنچائیگا۔ اور پھر فرمایا کہ خدا بہتر مکر کرنیوالا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ اسوقت یادریوں کیطرف سے ایک فتنہ ہوگا اور وہ ایک پُرجوش بلوہ کی صُورت میں تکذیب کرینگے سو اِس فتنہ کے وقت صبر کر جیساکہ اولوالعزم نبی صبر کرتے رہے اور دُعا کر کہ خدایا میرا صدق ظاہر کر۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مکر سے مُراد وہ لطیف اور مخفی تدبیر ہے جو دشمن کو ذلیل یا معذب کرنے کیلئے خدا کیطرف سے ظہور میں آتی ہے۔ بعض وقت نادان دشمن ایک جھوٹی خوشی سے مطمئن ہو جاتا ہے مگر خدا کی مخفی تدبیر جو دوسرے لفظوں میں مکر کہلاتی ہے اسے کہتی ہے کہ اے نادان کیوں خوش ہوتا ہے دیکھ تیری ذلت کے دن نزدیک آرہے ہیں تب تیری خوشی غم سے مبدّل جائیگی۔ غرض یہ پہلا فتنہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں لکھا گیا اور میرے پر گذر چکا۔

دوسرا فتنہ وہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔ واذ یمکر بك الذی کفروا وقدلی یا ھامان لعلی اطلع علیٰ الٰہ موسیٰ وانی لاظنہ من الکاذبین۔ تبت یدا ابی لھب وتب ما کان لہ ان ید خل فیھا الا خائفا۔ وما اصابك فمن اللہ الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم۔ الا انھا فتنۃ من اللہ لیحب حبّا جمّا۔ حبّا من اللہ العزیز الاکرم عطاءً غیر مجذوذ یعنی یاد کر وُہ زمانہ جب ایک مکفّر تجھ سے مکر کریگا جو تیرے ایمان سے انکاری ہے اور کہیگا کہ اے ہامان! میرے لئے آگ بھڑکا {یعنی تکفیر کی آگ بھڑکا۔ ہامان سے مُراد نذیر حسین دہلوی ہے} مَیں چاہتا ہوں کہ موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں کیونکہ مَیں خیال کرتا ہوں کہ وُہ جھوٹا ہے۔ ہلاک ہو گیا ابولہب اور اُسکے دونوں ہاتھ ہلاک ہوگئے {جن سے کفر کا فتویٰ لکھا} اسکو نہیں چاہیئے تھا کہ اس تکفیر کے کام میں دخل دیتا ✽ اور جو کچھ تجھے پہنچے گا۔ وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اس جگہ ایک فتنہ ہوگا پس صبر کر جیساکہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا۔ یاد رکھ کہ یہ فتنہ خداتعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔ تا وُہ تجھے حد سے زیادہ دوست رکھے۔ دیکھ یہ کیسا مرتبہ ہے کہ خدا کسی کو دوست رکھے۔ وُہ خدا جس کا نام عزیز اکرم ہے۔ یہ وہ بخشش ہے جو کبھی منقطع نہیں کی جائے گی۔

✽ فرعون سے مُراد محمد حسین ہے۔ خداتعالیٰ کیطرف سے ایک کشف ظاہر کر رہا ہے کہ وہ بالآخر ایمان لائیگا مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ ایمان فرعون کیطرح صرف اسی قدر ہوگا کہ آمنت بالذی آمنت بہ بنو اسرائیل یا پرہیزگار لوگوں کی طرح۔ واللہ اعلم۔ منہ

اس فتنہ میں صاف لفظ کفر کا موجود ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ کسی مکفر کی طرف سے فتنہ ہوگا۔ کفر پڑھنا بھی جائز ہے جس کے یہ معنے ہونگے کہ ہمارے ایمان سے منکر۔ دونوں لفظوں کا مآل ایک ہی ہے۔ غرض یہ لفظ کفرّ باب تفعیل سے ہے اور برعایت معنی مذکور ثلاثی مجرد بھی ہوسکتا ہے۔ الہام دونوں طور پر ہے اور بعد کا یہ فقرہ کہ اسکو نہیں چاہیئے تھا جو اس فتنہ تکفیر میں دخل دیتا۔ یہ فقرہ اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ وہ شخص علم وفضیلت کا دعوٰی رکھتا ہوگا یعنی مولوی کہلائیگا۔ پس جس شان کا اُسکو دعوٰی تھا اس سے بہت بعید تھا کہ ایسا فاسقانہ کام کرتا۔ غرض یہ دُوسرا فتنہ ہے جو دُوسرے درجہ پر ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ میں نہایت صاف طور سے مندرج ہے۔

تیسرا فتنہ چمکدار نشان کا فتنہ ہے جو براہین کے صفحہ (۵۵۶) و (۵۵۷) میں کمال صفائی سے لکھا ہوا ہے وہ یہ ہے۔ یا عیسٰی انّی متوفیك ورافعك الیّ وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ ثلۃ من الاوّلین وثلۃ من الاٰخرین۔ ترجمہ یعنی اے عیسٰی مَیں تجھ کو طبعی موت سے وفات دُونگا اور اپنی طرف اُٹھاؤنگا۔ اور تیرے تابعین کو اُن لوگوں پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ جو تیرے منکر ہیں اور تابعین کا ایک گروہ پہلے ہوگا اور ایک گروہ بعد میں ہوجائیگا۔ یہ خدا کا تسلی آمیز کلام اسوقت حضرت عیسٰی پر اترا تھا جبکہ وہ نہایت گھبراہٹ میں تھے اور انکو ایسی موت کی دھمکی دی گئی تھی جو جرائم پیشہ لوگوں کیلئے خاص ہے یعنی صلیب کی دھمکی جو لعنتی مَوت ہے اور یہی الہام اور یہی وعدہ اِس عاجز کو ہوا جس سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہی ابتلا اس عاجز کو پیش آئیگا اور یہی انجام ہوگا۔ اسی بنا پر اس عاجز کا نام عیسٰے رکھا گیا اور وعدہ دیا گیا کہ میں تجھے طبعی وفات دُوں گا۔ اور عزّت کے ساتھ اُٹھاؤں گا۔

غرض اِس الہام کے اندر یہ مخفی پیشگوئی ہے کہ حضرت عیسٰی کی طرح اِس عاجز کے دشمن بھی قتل کرنے کے لئے منصوبے کریں گے۔ اور جرائم پیشہ کی موت یعنی پھانسی کے لئے تدبیریں عمل میں لائیں گے۔ مگر ان ارادوں کی تکمیل میں ناکام رہیں گے۔ غرض عیسٰے کا نام اِس عاجز پر اطلاق کرنے کے لئے اِس وجہ تسمیہ کی طرف اشارہ ہوا کہ اسی طور پر جیسا کہ حضرت عیسٰے اس موت کے لئے جو جرائم پیشہ لوگوں کی موتیں ہوتی ہیں تجویزیں اور تدبیریں کی گئیں اس جگہ بھی ایسا ہی وقوع میں آئے گا۔

پھر آگے دُوسرے الہامات ہیں جو اسکے بعد ہیں جنمیں صریح اشارہ فرمایا گیا ہے کہ یہ کب اور کس وقت ہوگا اور اس قسم کے ارادے اور قتل کے منصوبے کس زمانہ میں ہونگے اور اس سے پہلے کیا علامتیں ظاہر

ہونگی۔ اور وہ الہام یہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۷ میں ہے۔ مَیں اپنی چمکار دِکھلاؤں گا
اپنی قُدرت نمائی سے تجھکو اُٹھاؤں گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا
نے اُس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خُدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں
سے اُس کی سچّائی ظاہر کردے گا۔ الفتنة ھٰھُنا فاصبر کما صبر
اولوا العزم۔ فلمّا تجلّٰی ربّه للجبل جعله دکًّا۔

اِن الہامات میں صاف فرمادیا کہ وہ قتل کے منصوبے اس وقت ہوں گے۔ جبکہ ایک چمکدار نشان ظاہر ہوگا۔ اِسی وجہ سے ان منصوبوں کا نام آخیر کے الہام میں فتنہ رکھا۔ اور فرمایا کہ اس جگہ ایک فتنہ ہوگا۔ پس اولوا العزم نبیوں کی طرح صبر چاہیئے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ آخر وہ فتنہ نابود ہو جائے گا۔

یہ تین۳ فتنے ہیں جن کا براہین میں ذکر ہوا اور یہ تینوں ظہور میں بھی آگئے۔ چمکدار نشان کا فتنہ صرف زبانی شور و غوغا تک محدود نہیں رہا بلکہ ۸ اپریل ۱۸۹۷ء کو ہمارے گھر کی تلاشی بھی ہوگئی۔ تا وہ پیشگوئی پوری ہو جو عیسٰی کا نام رکھنے میں مخفی تھی۔ اب جیسا کہ براہین احمدیہ کے پڑھنے سے ان تین فتنوں کی خبر ملتی ہے۔ ایسا ہی اگر کوئی ہماری سوانح کا وہ نسخہ پڑھے۔ جو براہین کے وقت سے اس وقت تک مکمل ہوا۔ تب بھی اسکو ماننا پڑتا ہے کہ خارج میں بھی تین ہی فتنے ظہور میں آئے۔ اس تحقیقات سے نہ صرف وہ پیشگوئی جو لیکھرام کی نسبت کی گئی تھی اُن تائیدی ثبوتوں سے مضبوط ہوتی ہے بلکہ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ بھی ایسی کھل جاتی ہے جیسا کہ دن چڑھ جاتا ہے۔ غرض ان تینوں فتنوں پر نظر غور ڈال کر خدا کی قدرت کاملہ کا پتہ لگتا ہے یہ ایک ایسا مقام ہے کہ اِس کو یُونہی بیہودہ باتوں سے ٹالنا نہیں چاہیئے۔ بلکہ پُوری توجہ کے ساتھ اسمیں غور کرنی چاہیئے۔ بلاشبہ ایک طالب حق کی پاک رُوح اور پاک کانشنس اس مقام سے اطلاع پاکر بہت سے حجابوں سے نجات پاسکتی ہے اور بیشک اسجگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر آتھم اور لیکھرام کی نسبت پیشگوئی خدا تعالیٰ کیطرف سے نہیں تھی بلکہ کوئی اتفاقی امر تھا تو کیونکر یہ دونوں پیشگوئیاں آج سے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھی گئیں؟ اِس بات سے کوئی منصف کہاں اور کدھر بھاگ سکتا ہے کہ جیسا کہ خارجی واقعات سے تین فتنوں کا نشان ملتا ہے ایسا ہی براہین احمدیہ

بھی ان تینوں فتنوں کی خبر دیتی ہے۔
اب کیا یہ شہادتیں بہت سے قرائن کے ساتھ مضبوط ہو کر اس درجہ تک نہیں پہنچ گئیں جس کو قطعی اور یقینی کہتے ہیں؟ اور کیا یہ سترہ برس کا ممتد سلسلہ الہامات کا جو ہمارے زمانہ سے اس غیر متعلق زمانہ تک جا پہنچتا ہے جہاں منصوبہ بازی کی قلم بکلی ٹوٹ جاتی ہے۔ پوری تسلی پانے کے لئے کافی نہیں ہے؟ کیا اب بھی کوئی شبہ باقی ہے جس پر کوئی وہمی طبیعت کا آدمی زور دے سکتا ہے؟ اور یہ کہنا کہ لیکھرام میعاد کے پانچویں برس میں مرا چھٹے برس میں نہیں مرا۔ کیا اس اعتراض سے زیادہ کوئی اور حماقت بھی ہو گی؟ ایسے معترض نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ الہام میں چھٹے سال میں مرنا شرط ضروری تھا۔ یہ الہام تو صاف لفظوں میں بتلا رہا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے موت کے خاص وقت کو مخفی رکھ کر چھ برس کے عرصہ کا نشان دیدیا تھا کہ اس مدّت میں جس وقت ارادہ الٰہی ہو گا لیکھرام کو ہلاک کیا جائے گا۔ کیا خدا پر یہ ممتنع ہے کہ کوئی امر اپنی مصلحت سے مخفی رکھے۔ اور کوئی امر ظاہر کرے۔ ایسے بیہودہ اعتراض صرف اس بیوقوف کے مُنہ سے نکل سکتے ہیں جس کو الٰہی پیشگوئیوں کی فلاسفی کی خبر نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ دُنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت پیشگوئیاں ظہور میں آئی ہیں۔ ان میں یہ منظور رہا ہے کہ کسی قدر پیشگوئی کے ظہور کے وقتوں کو پوشیدہ بھی رکھا جائے۔ سو اکثر سُنّت الٰہی اس طرح پر واقع ہے کہ ایک بات کے ہونے کے لئے ایک حد مقرر کر دی جاتی ہے۔ آئندہ خدا کا اختیار ہے چاہے تو اس حد کے پہلے حصہ میں ہی اس بات کو پُورا کر دے۔ اور چاہے تو آخری حصہ میں پُوری کرے۔ اور چاہے کوئی حد نہ لگائے۔ اور کوئی میعاد بیان نہ فرمائے۔ خدا کی کتابوں میں صدہا ایسی پیشگوئیاں پاؤ گے جن کے ظہور کا کوئی وقت نہیں بتلایا گیا۔ یہ نہایت صاف بات ہے کہ اگر خدا تعالےٰ ایک وعدہ فرمائے کہ اس عرصہ تک ایک کام جس وقت چاہوں کر دونگا۔ تو کیا انسان اس پر اعتراض کر سکتا ہے کہ ایک خاص وقت کیوں نہیں بتلایا؟ ہاں اگر خدا تعالےٰ ایک میعاد مقرر کر کے صاف لفظوں میں یہ فرمائے کہ جب تک یہ کل میعاد گذر نہ جائے اور اس کا آخری منٹ یا آخری سیکنڈ نہ پہنچے تب تک

یہ پیشگوئی ظہور میں نہیں آئے گی۔ تو اس صُورت میں ضروری ہوگا۔ کہ اس میعاد کے آخری سیکنڈ میں پیشگوئی کا ظہور ہو۔ لیکن جبکہ خدا اپنی مصلحت سے ایک میعاد مقرر کرکے یہ ظاہر فرمائے۔ کہ اس میعاد کے اندر اندر جس حصہ میں مَیں چاہوں گا۔ فلاں کام کروں گا۔ تو ایسی پیشگوئی پر اعتراض کرنا خُدا تعالےٰ کے تمام کارخانہ پر اعتراض ہے۔ اور لیکھرام کے متعلق کی پیشگوئی میں ایک یہ بڑی عظمت ہے۔ کہ اس میں صرف میعاد چھ۶ سال کی نہیں بتلائی گئی۔ بلکہ یہ بھی تو بتلایا گیا تھا۔ کہ وُہ ایسے دن میں اپنی سزا کو پہنچے گا۔ جو عید کے دن سے مِلا ہُوا ہوگا۔

چنانچہ لیکھرام کا نام گوسالہ سامری اِسی لئے رکھا گیا۔ کہ گوسالہ عید کے دن جلایا گیا تھا۔ اور صریح الہام میں بھی عید کا دن ...... آگیا تھا۔ اور ایسا شہرت پاگیا کہ صدہا ہندوؤں میں وہ الہام مشہور ہوگیا۔ اور الہام اور کشف نے صاف لفظوں میں یہ بھی بتلادیا کہ وہ ہیبت ناک موت ہو گی اور قتل کے ذریعہ سے وقوع میں آئے گی۔ اور کشف نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ موت کا دن اتوار اور رات کا وقت ہوگا۔

اَب دیکھو اس پیشگوئی میں کس قدر اعلیٰ درجہ کی غیب کی باتیں بھری ہوئی ہیں۔ اَب کیا یہ صحیح نہیں کہ اگر ان تمام اُمور کو بہ ہیئت مجموعی اور بنظر یکجائی دیکھا جائے۔ اور براہین کی پیشگوئی کو بھی ساتھ ملایا جائے تو بیشک یہ ضروری نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ پیشگوئیاں فوق العادت اور بالکل انسانی طاقتوں سے برتر ہیں۔ ہاں اگر کسی انسان کو یہ قوت حاصل ہے کہ ایسا دقیق در دقیق غیب بیان کرسکے اور ان امور کی سترہ۱۷

برس پہلے خبر دے جو بیان کرنے کے زمانہ میں معدوم کی طرح ہوں۔ تو ایسے انسان کو بطور نظیر پیش کرنا چاہیئے۔ اور اس کے واقعات معائینہ کے طور پر دکھلانے چاہئیں۔ اور صرف پُرانے کرم خوردہ قصّے اس جگہ کام نہیں آئیں گے۔

ندار یم اے یار بانسیہ کار ✦ اگر قدرتت ہست نقدے بیار

آپ سُن چکے ہیں کہ براہین احمدیہ میں صاف طور پر پیشگوئیاں دکھلائی گئی ہیں۔ پس یہ سلسلہ وار شہادتیں کیونکر ٹوٹ جائیں گی؟

چونکہ بعض ظالم مولوی جیساکہ محمد حسین بٹالوی* میری دشمنی کے لئے اِسلام پر حملہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ نشان جو اِس دین کی سچّائی پر گواہی دینے کے لئے آسمان سے نازل ہوئے ہیں۔ انکو مٹا دینا ان لوگوں کا مقصود ہے اِسلئے یہ استفتاء قوم کے معزز اہلِ نظر کی

* اس شیخ دشمن حق کا یہ بھی میرے پر افترا ہے کہ اور بھی بعض پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ ہم بجز اسکے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ہم شیخ مذکور کو فی پیشگوئی سو روپیہ نقد دینے کو تیار ہیں اگر وہ ثابت کرسکے کہ فلاں پیشگوئی خلاف واقعہ ظہور میں آئی۔ مگر کیا وہ یہ بات سُنکر تحقیقات کے لئے درخواست کرے گا؟ نہیں اس کو نخوت نے اندھا کر دیا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص نہایت درجہ کا مفسد اور دشمنِ حق ہے اس کو اسلام سے کچھ خاص دشمنی ہے۔ اس کا دل نہیں چاہتا کہ اس پُر آشوب زمانہ میں اسلام کی عزّت اور شوکت اور بزرگی ظاہر ہو۔ مگر یہ اس ارادہ میں ناکام رہے گا۔ **میری بات سُن رکھو! اَب سے خوب یاد رکھو۔ کہ خُدا بہت سے نِشان دکھائے گا۔ نہیں چھوڑے گا جب تک ایسے لوگوں کو ذلیل کرکے نہ دِکھلائے۔** منہ

خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ تمام واقعات اور شہادتیں ہمنے صحیح صحیح لکھدیئے ہیں اور کتابیں جن سے لکھے گئے ہیں مدت سے شائع شدہ ہیں۔ ہر ایک اہل الرائے معزز اگر اصل کتابوں کو دیکھنا چاہے تو ہم سے طلب کر سکتا ہے اسلئے ہم معزز اہل الرائے صاحبوں کی خدمت میں ملتمس ہیں کہ وہ اللہ جل شانہ اور اسکے رسول کی عظمت اور عزت کیلئے اس فتویٰ کو جو روئداد موجودہ سے پیدا ہوتا ہے کاغذات منسلکہ رسالہ ہذا پر لکھکر اور اپنی اور دوسروں کی گواہی ان پر ثبت فرما کر گم گشتہ لوگوں پر احسان فرماویں اور ایسی تحریریں بذریعہ خط ہمارے پاس بھیجدیں کہ وہ سب مجموعہ کے طور پر چھاپ دیجائینگی اور میں جانتا ہوں کہ اس بارے میں معزز اہل الرائے کی شہادتیں بڑے جوش سے ہر ایک طرف سے آئینگی اور سچے ایماندار اس گواہی کو جس سے اسلام کی شان ظاہر ہوتی ہے کبھی پوشیدہ نہیں کرینگے مگر کمینہ طبع ذلیل خیال دنیا پرست۔ سو ایسے لوگ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو سچی گواہی کو چھپائے گا اُس کا دل خدا کا گنہگار ہے۔ جہانتک میں دیکھتا ہوں سرکاری عہدہ داروں کو بھی کوئی قانون ایسی سچی گواہی سے نہیں روکتا جس میں جائز طور پر سچائی کی مدد ہو۔ انسان میں سچائی کی حمایت بڑی عمدہ صفت ہے۔ ہم کیسے ہی دنیا کی عزت اور وجاہت پاویں خدا کے پنجہ سے باہر نہیں جا سکتے۔ میرا تجربہ ہے کہ اس زبردست حاکم کا لحاظ نہ رکھنا اور سچی گواہی کو چھپانا اپنے لئے ذلت کی مار خریدنا ہے۔ جو شخص ایسی صاف صاف روئداد کو دیکھکر پھر سچی گواہی سے پہلو تہی کریگا اسکی نسبت ہمیں کم سے کم یہ اعتقاد رکھنا پڑیگا کہ یہ شخص خدا اور دین اور رسول مقبول کی حمایت عزت سے لاپرواہ ہے۔ لیکن اگر سچی گواہی دیگا تو ہم احکم الحاکمین کے آگے اسکے دین و دنیا کی مرادوں کیلئے دعا کرینگے اور ہم کیا مانگتے ہیں؟ صرف سچی گواہی

مبادا دل آں فرومایہ شاد ۔۔۔ کہ از بہر دنیا دہد دین بباد

میرا ارادہ ہے کہ ان باتوں کو انگریزی میں ترجمہ کرا کر یورپ کے اہل النظر لوگوں کے سامنے بھی پیش کروں کیونکہ انمیں فطرتاً سچائی کی حمایت کیلئے بڑی جرأت پائی جاتی ہے بشرطیکہ ایک سچائی کا فی الواقع سچا ہونا سمجھ لیں مگر اوّل میں اپنے قومی بھائیوں کے سامنے یہ اپیل پیش کرتا ہوں اور انکو اس مردانہ شہادت کے ادا کرنے کا موقعہ دیتا ہوں جس سے دنیا کے اخیر تک عزت کے ساتھ نیک مردوں کی فہرست میں انکا نام درج رہیگا۔

الراقم میرزا غلام احمد قادیانی - ۱۲ مئی ۱۸۹۷ء

تاریخ	نام مصدق نشان متعلق لیکھرام	سکونت معہ دیگر پتہ بقید ضلع	عبارت تصدیق

نمبر	نام مصدق نغمان متعلق دلیل	سکونت معہ دیگر پتہ بقید ضلع	عبارت تصدیق	مہر

اس طرح کا ایک اور ورق بھی لکھا ہوا ہے۔ شمس